رجسٹرڈ ایل ۹۰۸

بابت ماہ اگست ۱۹۱۶ء

اردو ترجمہ اسلامک ریویو لنڈن۔

معروف بہ

اشاعت اسلام

جلد (۲) نمبر (۸)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین مولوی صدر الدین

اس سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں کہ آپ رسالہ ہذا کی خریداری قبول کریں کیونکہ انھیں رسالوں کی آمد بہت حد تک مسلم ووکنگ مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی (دس ہزار) اشاعت خریدار ووکنگ مشن کے ۱/۲ خرچ کی ذمہ وار ہو سکتی ہے۔

قیمت سالانہ تین روپیہ (عہ)

فہرست مضامین

ماخوذ از اسلامک ریویو و مسلم انڈیا ماہ جولائی ۱۹۱۶ء۔

(۱) شذرات ۳۳۷ + (۲) شیرازۂ اسلام ۳۴۲ + (۳) آزمائش ۳۴۴ + (۴) پروفیسر میکل اور اسلام ۳۴ (۵) اسلام میں مرد اور عورت کی حیثیت کا مقابلہ ۳۵۱ + (۶) اسلام اور شرک ۳۵۵ + (۷) نئے عہد نامہ کا زمانہ ۳۵۹ + (۸) چارلس ٹی ڈگوریمہ اور مسیح ۳۶۵ + (۹) اسلام و عیسائیت ۳۶۷ + (۱۰) ووکنگ اسلامی مشن کی ششماہی رپورٹ ۳۷۰ + (۱۱) مسجد ووکنگ کی تازہ ڈاک ۳۷۳ + (۱۲) نقشہ ششماہی اول بابت لنگرخانہ مسجد ووکنگ از جنوری ۱۹۱۶ء لغایت جون ۱۹۱۶ء ۳۷۵ (۱۳) عورت کی حالت مختلف مذہبی اور تمدنی قوانین کے ماتحت ۳۷۶ + (۱۴) چھ اشخاص کا مشرف باسلام ہونا ۳۸۳ + (۱۵) بہ سفر رفتنت مبارکباد۔ بہ سلامت روی و باز آئی ۳۸۴ +

(مطبوعہ احمدیہ سٹیم پریس لاہور باہتمام مرزا یعقوب بیگ صاحب آنریری سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام لاہور)

اشاعت اسلام بک ڈپو

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری

خطبات غربیہ زیر طبع سات خطبات قیمت فی خطبہ (۵/)

(۱) براہین نیرہ حصہ اول المعروف بہ۔ قرآن ایک خاتم اور عالمگیر الہام ہے۔ اردو قیمت دس آنے ... (۱۰/)

(۲) ام الالسنہ یعنی عربی مبین کل زبانوں کی ماں ہے۔ اردو قیمت دس آنے .... (۱۰/)

(۳) اسوہ حسنہ الموسوم بہ "زندہ اور کامل نبی" اردو۔ قیمت چار آنے .... (۴/)

(۴) احادیث نبوی کا اقتباس انگریزی قیمت دو آنے (۲/)

مسلم پریئر انگریزی قیمت چار آنے ..... (۴/)

صحیفہ آصفیہ تبلیغ بنام بحضور نظام حیدرآباد دکن دو (۲/)

بنگال کی دلجوئی انگریزی و اردو فی کتاب قیمت (۱/)

مسلم مشنری کے ولائیتی لکچروں کا سلسلہ اردو " (۱/)

اور تین عدد انگریزی قیمت تین آنے ... (۳/)

مسلم اٹی چیوڈ ٹورڈ گورنمنٹ انگریزی کریشن او اردو نانی (۱/)

اسلامک ریویو و مسلم انڈیا کی جلدیں ۱۹۱۳ء-۱۹۱۴ء انگریزی قیمت فی جلد سنہ ۱۹۱۳ء (۸/ عہ) جلد سنہ ۱۹۱۴ء (۸/ عہ)

رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ اسلامک ریویو کے سابقہ پرچے جولائی سنہ ۱۹۱۴ء لغایت دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء قیمت صرف ایک روپیہ .... (عہ)

دیگر مختلف تصنیفات

قرآن کریم کے تفسیری نوٹ پارہ اول مرتبہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اردو۔ (۶/)

نکات القرآن حصہ دوم " " " " (۶/)

" " حصہ سوم " " " " (۸/)

عصمت انبیاء (۸/) غلامی " " " (۴/)

النبوۃ فی الاسلام۔ نبوت کی اصلی غرض و غایت۔ " " " (عہ)

ویسٹرن ریکنگ ٹو اسلام مصنفہ جناب لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ انگریزی قیمت بارہ آنے (۱۲/)

التوحید یعنی لا الہ الا اللہ کی مختصر تفسیر مصنفہ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس قیمت (۱/)

طریق فلاح یعنی بت پرستی کی بنیاد اور اس سے بچنے کی آسان راہ " " " (۱/)

فلاسفی آف نوٹ حقیقۃ شبیر حسین صاحب قدوائی انگریزی (عہ)
Miracle of Mohd
مصنفہ شبیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹرایٹ لا انگریزی (۲/)

اسلام اینڈ سوشلزم " " " " (عہ)

پیغام صلح انگریزی و اردو فی رسالہ قیمت ... (۱/)

حدوث مادہ مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے (۴/)

جلد اول سنہ ۱۹۱۵ء رسالہ اشاعت اسلام قیمت تین روپے (عہ/)

پتہ

خواجہ عبد الغنی منیجر اشاعت اسلام بک ڈپو عزیز منزل احمدیہ بلڈنگس۔ نولکھا لاہور

نوٹ: ۱-۲-۳-۴ ناظرین کرام ان کتب کو اپنے حلقۂ اثر میں اور غیر مسلم احباب میں تقسیم فرماکر ثواب دارین حاصل کریں ۔

جلد رسالہ اسلامک ریویو انگریزی مکمل بابت سال ۱۹۱۵ء قیمت صرف تین روپے علاوہ محصول ڈاک (عہ/)

AN ENGLISH MUSLIM FAMILY

From [illegible] right :—Mrs. Shareefa Begum Howell, Miss Naseema Howell, Miss Zeitoon Howell, Mr. Mohammad Ashraf Howell, and Master [illegible] Howell.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

ترجمہ اردو اسلامک ریویو و مسلم انڈیا مجریہ لنڈن

جلد (۲) = بابت ماہ اگست ۱۹۱۶ء = نمبر (۸)

شذرات

اس رسالہ کے ساتھ ایک انگریز نومسلم خاندان کی تصویر شایع ہوتی ہے۔ جس کے پانچ ممبر ہیں پچھلی قطار میں خود مسٹر ہاول دائیں طرف کھڑے ہیں۔ جن کا اسلامی نام محمد اشرف ہاول رکھا گیا ہے۔ ان کی بائیں جانب ان کی لڑکی مس نسیمہ ہاول کھڑی ہیں۔ اگلی قطار میں بائیں طرف مسز شریفہ بیگم ہاول بیٹھی ہوئی ہیں۔ درمیان میں ان کی دوسری لڑکی مس زیتون ہاول ہیں اور دائیں جانب ان کا لڑکا ماسٹر قاسم ہاول ہے *

ماہ جون میں چار نومسلموں کا اضافہ دائرۂ اخوت اسلامی میں ہوا۔ جن میں سے دو مرد اور دو خواتین ہیں۔ ان کے مختصر حالات مولٰنا مولوی صدرالدین صاحب امام مسجد ووکنگ نے حسب ذیل ارسال کیئے ہیں۔ جن کو ہم ناظرین رسالہ کی واقفیت کے لیئے یہاں درج کرتے ہیں :-

تین اشخاص کا مشرف باسلام ہونا۔

(۱) ایک صاحب ہمارے ابنائے وطن میں سے کئی سال سے انگلستان میں جاگزین ہیں۔

عیال و اطفال سے بھی بہرہ ور ہیں۔ ان کا نام بھائی ہرنام سنگھ صاحب ہے۔ انھوں نے بروز ہفتہ ۳ رجون ۱۹۱۶ء مسجد ووکنگ میں اسلام قبول کیا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ کا اقرار کیا۔ اور پاک مہذب اسلامی زندگی بسر کرنے کا عہد باندھا۔ اس روز اور اس سے پیشتر بھی اور اس کے بعد اتوار کے مجمع میں بھی اُنھوں نے نمازیں باجماعت ادا کیں۔ طریق طہارت اور وضو بھی سیکھ لیا۔ اتوار کے روز ان کی اہلیہ بمعہ ایک چھوٹے بچہ کے ہمارے ہاں آئیں۔ اُن کے میاں اُنھیں اسلام تلقین کر رہے ہیں۔ امید ہے وہ دِن دور نہ ہوگا جبکہ وُہ خاتون بمعہ تین بچوں کے مسلمان ہو جائے گی۔ اللہ تعالےٰ ان کو توفیق عطا کرے۔ بھائی ہرنام سنگھ صاحب کا اسلامی نام شبیر خدا رکھا گیا +

(۲) ایک انگریزی نژاد خاتون جو خوب لکھی پڑھی قابل اور مہذب جو کچھ عرصہ سے خود بخود اسلام قبول کر چکی تھیں ہماری جمعہ کی نمازوں میں شریک ہوئیں اور اُنھوں نے خود اطلاع دی کہ ”میں کچھ عرصہ سے مسلمان ہوں۔ میرے اسلام قبول کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عیسائیت کے لاینحل مسائل کبھی میری سمجھ میں نہ آتے تھے۔ کیونکہ وہ میری فطرت کے خلاف تھے۔ مجھے جب اسلام کے مطالعہ کا موقعہ ملا تو میں نے اُسے انسانی فطرت کے مطابق پایا اور اُسی وقت سے اُسے اختیار کر لیا“ فالحمد للہ رب العٰلمین۔ ایسے لوگ تو بے شمار یہاں موجود ہیں۔ اگر غفلت اور کاہلی ہے تو ہماری طرف سے ہے۔ ہمارے پاس آدمی نہیں۔ ہمارے پاس کافی روپئے نہیں۔ اگر ہندوستان کے مسلمان اس وقت متفقہ کوشش کریں۔ تو تھوڑے عرصہ میں کثرت سے یہاں مسلمان نظر آنے لگیں ولیس ذالک علی اللہ بعزیز + (۳) ایک شخص مسٹر سمتھ صاحب کا تحریری اعلان افریقہ سے موصول ہوا اُنھوں نے لکھا ہے کہ میرا اسلامی نام ہارُون رکھا جائے۔ خط وکتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلص باہمت شخص ہے۔ تھوڑے عرصہ میں کافی تعداد اسلامی کتابوں کی خرید چکے ہیں۔ اور علاوہ ازیں اس فنڈ کی بھی امداد کی ہے۔ آئندہ بھی حسب توفیق مدد کرنے کے لیئے طیار رہیں۔ اللہ تعالےٰ اُنکے اخلاص کو قبول فرمائے۔ (آمین ثم آمین اللھم زد فزد) + ۷ رجون ۱۹۱۶ء ووکنگ

ایک خاتون کا مشرف باسلام ہونا

مس ٹنکلف صاحبہ جو سال سے زیادہ ہوا ووکنگ میں مقیم ہیں۔ قریباً چھ ماہ سے ہماری مسجد میں

تشریف لا رہی تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کو فراست اور تجربہ سے کافی طور پر بہرہ اندوز کر رکھا ہے۔ دور دراز کے ملکوں کی سیاحت کیئے ہوئے ہیں۔ کم و بیش چالیس سال کی عمر رکھتی ہیں مذہب کی طرف بہت رُجحان ہے۔ خدا لگتی باتوں کی دلدادہ ہیں۔ چند ہفتوں سے نماز میں شامل ہوتی تھیں پچھلے اتوار ان کو اللہ تعالےٰ نے اعلان کرنے کی توفیق دی۔ الحمد للہ رب العالمین۔ انھوں نے اپنی ایک تصویر دی ہے جو اس قابل ہے کہ اسلامک ریویو اور پرچا اشاعت اسلام مجریہ لاہور میں شائع کر کے اپنے انگریزی اور ہندی بھائیوں تک پہنچائی جائے۔ اس تصویر میں وہ ایک تمغہ پہنے ہوئے ہیں جو ابھی اُن کو جنگی خدمات کے صلہ میں عطا ہوا ہے۔ ان کا اسلامی نام طاہرہ رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن کو اسم باسمیٰ بنائے۔ اور اُن کے لیئے اور ہم سب کے لیئے اُن کا داخل اسلام ہونا بابرکت ہو ✣

۱۴۔ جون ۱۹۱۶ء

اسلام انگلستان میں کس طرح دلوں میں اپنا گھر بنا رہا ہے۔ اس امر سے ظاہر ہے کہ اس قلیل عرصہ میں بعض پُورے کے پُورے خاندان اس کے اندر داخل ہو گئے ہیں۔ انگلستان میں مذہبی آزادی کا یہ حال ہے کہ بسا اوقات یہاں کا ایک مذہب یعنی ایک فرقہ عیسویت سے تعلق ہے تو بی بی کا دوسرے سے۔ خاوند گرجا میں جاتا ہے تو بی بی نہیں جاتی۔ بی بی جاتی ہے تو خاوند نہیں جاتا۔ یا خاوند ایک گرجا کی راہ لیتا ہے تو بی بی دُوسرے کی لیکن اس میں شک نہیں کہ کسی خاندان کے اکیلے ممبر کو اسلام میں داخل ہونا ایسا آسان نہیں جیسا کسی دُوسرے فرقہ عیسائیت سے تعلق رکھنا۔ کیونکہ اسلام بالکل ایک نئی زندگی چاہتا ہے۔ اور عام طبائع میں اس کے خلاف تعصب بھی زیادہ ہے لیکن یہ کس قدر شکر کا مقام ہے کہ بعض سالم کے سالم خاندان حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ہیں اور اس طرح پر اُن کی زندگی بڑے امن اور راحت کی ہے۔ ایک دُوسرے سے کوئی تکلیف دہ الفاظ سننے نہیں پڑتے نہ کسی قسم کی کشمکش واقع ہوتی ہے۔ پھر بچّے نہایت اطمینان سے اسلامی زندگی میں نشوونما پاتے ہیں اور اسی طرح پر سالم گھرانوں کا اسلام کے اندر داخل ہونا ایک نہایت ہی مبارک فال اسلام کی آئندہ ترقیوں کی ہے ✣

لیکن اس سے بھی بڑھ کر اسلام کی یہ کامیابی بتاتی ہے کہ جو نومسلم ہوتے ہیں وہ عموماً اپنے دل کے اندر اسلام کی صداقت کا کیسا گہرا اثر رکھتے ہیں۔ کیونکہ سالم خاندان یکمرتبہ تو داخل اسلام

نہیں ہو جاتا۔ ایک شخص ایک گھر میں سے پہلے اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے باقی ممبران خاندان کو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیم کیسی پاک کیسی سادہ اور کیسی آسانی سے قابل عملدرآمد ہے۔ پھر اس شخص کی نیکی دوسروں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور وہ باقی ممبران کے اسلام میں داخل ہونے کا موجب بن جاتا ہے۔ اِس سے اگر ایک طرف اِسلام کی تعلیم کا کمال نظر آتا ہے کہ کس طرح محض ایک نومسلم کی اچھی زندگی دوسروں کے لیئے کشش کا موجب بن جاتی ہے تو دُوسری طرف یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نومسلم عموماً اسلام کے لیئے اپنے دلوں کے اندر درد اور محبت بھی رکھتے ہیں۔ اور ایک مسلم کا حقیقی فرض کہ جس خزانہ سے وہ خود متمتع ہُوا ہے اُسے دُوسروں تک بھی پُہنچائے۔ بڑی خوبی سے ادا کرتے ہیں گویا ان نومسلموں کے اندر تبلیغ کی وہ رُوح پائی جاتی ہے جس سے صدیوں کے مسلمان بھی کثرت سے غافل نظر آتے ہیں بعض وقت گھر کی بی بی پہلے شہدائے اسلام ہو کر کسی مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے داخل اسلام ہو جاتی ہیں تو آہستہ آہستہ اپنے خاوند کے لیئے موجب ہدایت بن جاتی ہیں۔ بعض وقت ایک نوجوان لڑکی اپنے ماں یا باپ یا بھائی کے لیئے موجب ہدایت بن جاتی ہے۔ ایک مذہب سے دُوسرے مذہب کے اندر کسی کو داخل کر لینا بڑی ہمت اور بڑے عزم کا کام ہے۔ جہاں اور کسی قسم کا لالچ نہ ہو۔ پس ان بیبیوں کی ہمتیں نہایت ہی قابل تعریف ہیں جن کی وجہ سے ان کا سارے کا سارا خاندان داخل اسلام ہو گیا ہے۔ اور جیسا کہ کسی گذشتہ اشاعت میں نوٹ کرتے ہوئے ہم نے لکھا تھا بعض نومسلم خاتونیں اور مرد کئی کئی لوگوں کے اسلام میں لانے کا موجب ہوئے ہیں +

کاش ان مثالوں سے ہمارے بھائی مسلمان سبق حاصل کریں۔ اگر ان میں اس قدر ہمت اور عزم نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو اسلام کے اندر داخل کر سکتے ہیں۔ تو کم از کم اِس قدر احکامِ الٰہی کی عزت تو اپنے دلوں میں پیدا کریں کہ اپنے اپنے دائرہ اثر میں اپنے متعلقین کے لیئے نیک نمونہ بن کر انکو اسلام کی سچی تعلیم پر قائم کریں۔ بہت سے گھروں کے اندر شرک اور بدعت کی رسوم جاری ہیں۔ حالانکہ گھر کا سردار تعلیم یافتہ بھی ہوتا ہے۔ اگر وہ تھوڑی سی کوشش بھی کرے تو بڑی آسانی سے اپنے متعلقین کو غلط راہ سے بچا سکتا ہے۔ مگر اکثر حالات میں اپنے متعلقین کے اخلاقی اور روحانی حالات کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اور اُن کی جسمانی تربیت پر ہی سارا زور صرف کر دیا جاتا ہے

حالانکہ جسمانی تربیت تو دُوسرے حیوانات بھی خوب کرتے ہیں۔ انسان کو ان سے بڑھ کر کچھ اپنا امتیاز دکھانا چاہیئے۔ اور اپنے اپنے گھروں کے اندر قرآن کریم کی تعلیم کو رواج دینا چاہیئے ÷

ہر کام میں جب کامیابی کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں تو ایک گروہ حاسدین کا بھی پیدا ہوجاتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم کی آخری دو سُورتوں میں سے سورہ فلق میں آخری آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب ایک کام جس کو تم نے شرُوع کیا ہے۔ ابتدائی تاریکیوں کے مرحلہ سے نکل جائے اور دشمنوں کی رخنہ اندازیوں سے بھی بچ جائے تو پھر اس کے حاسد پیدا ہوجاتے ہیں۔ تم ان حاسدوں کے حسد سے بھی خدا کی پناہ مانگتے رہو۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام کا کام اب اس مرحلہ پر پہنچ گیا ہے کہ اُس کی کامیابی روز روشن کی طرح نظر آتی ہے۔ اور دشمنوں کی رخنہ اندازیاں بھی اُسکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں۔ پس اب وُہ آخری مرتبہ اس کے سامنے ہے جس کی طرف من شر حاسد اذا حسد میں توجہ دلائی گئی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس مرحلہ پر بھی اس کی اسی طرح دست گیری فرمائے گا جیسے پہلے دو مرحلوں پر فرمائی ہے اور اس نازک پودہ کی جڑوں اور شاخوں کو دور دور تک پھیلائے گا ÷

بعض لوگ ووکنگ کے نومسلموں کی نسبت بدظنیاں پھیلانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ کسی جماعت کا اندازہ اس کے ایک فرد کی حالت سے نہیں لگایا جاتا۔ اوّل تو اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ نومسلموں سے ہم یہ توقع نہیں رکھ سکتے کہ وُہ پہلے دن اسلام میں داخل ہوتے ہی سب مراتب کو طے کرکے کمال تعلیم اسلامی پر جا پہنچیں۔ دوسرے جہاں اب قریباً دو سو کی تعداد تک نومسلم داخل ہوچکے ہیں تو ان سب پر بعض ان میں سے ایک شخص کی حالت کو پیش کرکے فتوے لگا دینا خدا ترسی سے بہت دُور ہے۔ ناظرین کے سامنے وقتاً فوقتاً ان نومسلموں کے کارنامے ان کے تبلیغی جوش۔ ان کے مضامین تائید اسلام میں۔ اسلام کے ساتھ ان کا عشق و محبت کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔ اگر اتنے اچھے نمونوں میں ایک شخص کا عقیدہ یا عمل قابل اعتراض بھی ہو تو اُس سے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کس جماعت میں کمزور لوگ نہیں ہوتے ÷

شیرازۂ اسلام

(از پروفیسر لیون)

کسی مذہب کو لے لو جب اس کی بابت اس امر کی تحقیق کی طرف توجہ ہو گی کہ آیا وہ مذہب خدا کا فرستادہ مذہب ہے تو اُس کی بہت سی مختلف حیثیتوں کو مدِّنظر رکھنا پڑے گا بعض خصوصیتیں تو ہر مذہب کا لازمہ ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ قابل عملدرآمد ہو۔ معقول اور دیرپا ہو۔ لیکن ان کے علاوہ اسلام میں ایک خصوصیت ہے جو اسلام سے ہی مختص اور اسلام کی ذات سے ہی وابستہ ہے اور وہ اسلام کی وحدت اور اخوت ہے۔ اس خصوصیّت کی اہمیّت کو ہیچ ثابت کرنے کے لیئے اسلام کے بعض دشمنوں نے اکثر بے فائدہ سر پٹکا کیا۔ طرح طرح کی بے بُنیاد توجیہوں سے اس کو ایسے اسباب اور اثرات کی جانب منسُوب کیا جن کی کوئی حیثیّت نہیں۔ لیکن یہ اسلام کا ایک ایسا بیّن اور امتیازی نشان ہے کہ اس پر پردہ ڈالنا کوشش بے سود اور اس کے چھپانے کی جدوجہد لاحاصل ہے۔ یہاں تک کہ اسلام کے غالی دشمنوں کو بھی آخر اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ بانی اسلام صلعم سیاسی حیثیّت میں ایک نہایت ہی عظیم الشان انسان تھا۔ اور کہ اُس نے نہایت دُور اندیشی سے اپنے متبعین کو ایک ایسے شیرازہ میں باندھ رکھا ہے جو ہر دور زمانہ سے بے خطر ہے۔ اس شیرازہ کا ایک رشتہ وہ اسلامی اخوّت ہے جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ انّما المؤمنون اخوۃ کی پاکیزہ تعلیم اسلام نے پیش کی۔ اور یہ محض تعلیمی رنگ میں ہی نہیں۔ بلکہ اس کو ایسا عملی جامہ پہنایا گیا۔ کہ اس پاکیزہ اصول کی بنا پر امیر اور غریب شاہ و گدا محمود و ایاز میں ایک ایسی مساوات قائم کر دی گئی جس کا احساس ہر ایک مسلمان کے سینہ میں بھرا ہوا ہے۔ گورے کالے کی تفریق ہرگز اسلام نے کسی امتیاز کی بنا نہیں رکھی۔ چاہے ہندی ہو چاہے عربی النسل ہو۔ افریقہ کا حبشی ہو یا کہ یورپ کا گورا خون جُونہی کہ لا الٰہ الا اللہ کہکر مشرف باسلام ہوا۔ اپنے تمام امتیازات قومی سے نجات حاصل کر کے وہ اسلام کی وسیع اخوّت میں داخل ہو جاتا ہے ؎

مساجد اور معابد اسلامی کی سب سے بڑی خصوصیّت اس اصول کی پابندی سے وابستہ ہے یہی مقام ہیں جہاں شاہ و گدا کی جھوٹی خصُوصیّت کا پردہ فاش ہو جاتا ہے۔ مسجد کے دروازہ سے

باہر چاہے کوئی شاہ ہو یا امیر۔ بڑا ہو یا چھوٹا مسجد میں داخل ہوتے ہی وہ امتیاز ٹوٹ جاتا ہے اخوّت اور مساوات کی ہموار سطح پر سب یکساں ہو جاتے ہیں۔ کندھے سے کندھا ملا کر وہ سب بلا تفریق و امتیاز اپنے اللہ کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس خصوصیت پر پابندی کیلئے خاص احکام دیئے گئے اور اُن پر روزمرّہ عملدرآمد ہوتا ہے +

پھر اس اصول کے قیام کے لیئے روزانہ پنجوقت صلوٰۃ بالجماعت پر اکتفا نہیں کیا۔ حکم ہوُا کہ ہر جمعہ کو شہر کی جامع مسجد میں اجتماع ہو۔ اِس سے بڑھ کر عیدین کے اجتماع کی ایک اور صورت قائم کی اور پھر تمام دُنیا کے مُسلمانوں کو ایک جگہ جمع کرنے کی غرض سے حکم ہوُا کہ حج ہر ایک ذی حیثیت مسلمان پر جسے اور کوئی اہم اور جائز رُکاوٹ نہ ہو فرض ہے۔ کیا اجتماع پر زور ہے اور اس اجتماع کی عملی صورت پیدا کرنے کی کیا ہی آسان تجویز ہے۔ حج کا اجتماع کتنا اہم اور نتیجہ خیز اجتماع ہے مختلف ممالک اور اقوام کے اجتماع سے جو عام تمدّنی فوائد اقوام کو ایک دُوسرے سے پہنچتے ہیں۔ اگر اس کو نظر انداز بھی کر دیا جاوے۔ اور محض اس کے ان اثرات پر غور کیا جاوے جو مذہبی اصولوں پر ایسے اجتماع سے لازماً ہوتا ہے تو معلوم ہوگا کہ عقائد اور اصولوں کے قیام کے لیئے اس اجتماع سے بہتر اور کوئی صورت متصور نہیں ہو سکتی۔ اِس سے نہ صرف ان مفاسد سی عقائد کا تنقیہ ہوتا ہے جو وقتاً فوقتاً صحیح عقائد کی تخریب کے لیئے مختلف راستوں سے داخل ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ان عقائد اور اصُولوں کی ہمیشہ تجدید ہوتی ہے۔ اور اِس طرح اسلام ان خطرات سے مصوُن ہے جنھوں نے دُوسرے مذاہب کی بُنیادوں میں پانی کا کام کیا اور آخر کار مذہب کی عمارت کی تخریب اور انہدام باعث ہوئے +

اس سے ہرگز یہ گمان نہیں کر لینا چاہیئے کہ اسلام میں آزادیٔ خیال کے لیئے کوئی گنجائش نہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں وسعت اور آزادی کی لیئے ایک وسیع میدان ہے۔ بُنیادی اصُولوں کو برقرار رکھنے کے بعد اسلام خود آزادی کا سبق دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ دائرۂ اسلام میں اصولاً وحدت مگر تفصیلات میں آزادی ہو۔ لیکن ان دونوں حالتوں میں برادرانہ اور کریمانہ رنگ ہو۔ فقہا کے فروعی اختلاف سے بھی انکار نہیں۔ یہ بھی اسلام کا خاصہ اور اسلام میں رحمت کا ایک سبب ہے۔ لیکن اصولاً سب ایک۔ ایک ہی خدا۔ ایک ہی

رسول اور ایک ہی کتاب۔ وہی وحدت وہی اخوت اور وہی حبل اللہ ہے۔ جس کے اعتصام کا حکم سب پر یکساں جاری ہے *

آزمایش

ابتلا یعنی آزمائش سے ہمیشہ انسان کو ایک گونہ دلچسپی رہی ہے۔ ایسے امتحانات میں کامیابی کے مضمون پر ہر ایک قوم کی تاریخ میں کچھ نہ کچھ ذکر پایا جاتا ہے۔ ابتلا انسان کے مخفی کمالات کو ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ اس کے بغیر کسی انسان کی عظمت اور شان پر کوئی ظاہر دلیل ہی نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ تواریخ نے جن عظیم الشان انسانوں کے کمالات کا ہم پر انکشاف کیا ہے وہ تمام مصائب تکالیف اور دکھوں سے آزمائے گئے۔ انھوں نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ اُن کا مقابلہ کیا اور بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ اور اس طرح دُنیا کی تواریخ میں اپنا نام و نشان چھوڑ گئے۔ ان کی زندگیاں اوروں کے لیئے زندہ مثالیں بن گئیں جن کی پیروی سے بہتوں کا بھلا ہوُا۔ اکثروں کو نجات ملی۔ انجیل نے بھی اپنے پیرؤان کی ہدایت کے لیئے ایک اسی قسم کی آزمائش کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ شیطان کے یسوع کو آزمانے کا ذیل کا واقعہ انجیل میں موجود ہے:۔

تب یسوع روح کے وسیلے۔ بیابان میں لایا گیا۔ تاکہ شیطان اُسے آزمائے۔ اور جب چالیس دن اور چالیس رات روزہ رکھ چکا آخر کو بھوکھا ہوُا۔ تب آزمائش کرنے والے نے اُس پاس آکے کہا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو کہہ کہ یہ پتھر روٹی بن جائیں۔ اُس نے جواب میں کہا۔ لکھا ہے کہ انسان صرف روٹی سے نہیں بلکہ ہر ایک بات سے جو خدا کے مُونھ سے نکلتی جیتا ہے۔ تب شیطان اُسے مقدس شہر میں اپنے ساتھ لے گیا۔ اور ہیکل کے کنگرے پر کھڑا کرکے اُس سے کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو اپنے تئیں نیچے گرا دے۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ وہ تیرے لیئے اپنے فرشتوں کو فرمائے گا۔ اور وے تجھے ہاتھوں پر اُٹھالیں گے۔ ایسا نہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔ یسوع نے اُس سے کہا یہ بھی لکھا ہے۔ کہ تو خداوند اپنے خدا کو مت آزما۔ پھر شیطان اُسے ایک بڑے اُونچے پہاڑ پر لے گیا اور دُنیا کی ساری بادشاہتیں

اور اُن کی شان وشوکت اُسے دکھائیں۔ اور اُس سے کہا۔ اگر تو گر کے مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دوں گا۔ تب یسوع نے اُسے کہا اے شیطان دُور ہو۔ کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور اُس اکیلے کی بندگی کر۔

اس ابتلا کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ لیکن چونکہ یہ ایک ایسی آزمائش تھی جو ایک انسان کے تخیّل اور دماغی کیفیات کے علاوہ کوئی خارجی وجود نہیں رکھتی۔ اس لیئے زندگی کی حقیقی آزمائشوں پر نہ یہ کوئی روشنی ڈال سکتا ہے اور نہ کوئی اسوہ قائم کر سکتا ہے۔ یہ ایک خیالی معاملہ تھا۔ اور خیالی کیفیات چاہے اپنے اندر ایک حقیقت کو لیئے ہوئے کیوں نہ ہوں خارجی زندگی میں اُن کی چنداں اہمیت نہیں رہتی۔ لیکن ہمارے سامنے ایک اور عظیم الشان انسان کی زندگی کے زندہ اور سچے واقعات ہیں۔ اس انسان کی زندگی مختلف حیثیتوں میں ہمارے پیش نظر ہے۔ اور ہر ایک حیثیت میں یہ زندگی انسان کے اصلی جوہر اور کمال کو احسن صورت میں ظاہر کرتی ہے۔ رسالت کے ابتدائی زمانہ میں قسم قسم کی آزمائشیں ہوئیں۔ احتیاج غربت فاقہ کشی۔ جان کا خطرہ۔ رفقا کے دکھ۔ غرض کونسی جسمانی یا دماغی تکلیف نہیں ہے جو اُنھوں نے نہ دیکھی ہو۔ کون سی مصیبت ہے جس کا اُنکو مختلف اوقات میں سامنا نہ کرنا پڑا۔ لیکن وہ جوش جو اس چھاتی میں بھرا ہوا تھا ٹھنڈا نہ ہوا۔ وہ تصمیم جو اس ارادہ میں تھی ذرا کمزور نہ ہوئی۔ وہ روشنی جس سے اُن کی زندگی منوّر تھی ذرا مدّھم نہ پڑی۔ ہر ایک نئی مصیبت نے نئی رُوح پھونکی۔ ہر ایک نئے دکھ نے پوشیدہ کمالات کا انکشاف کیا۔ وہ عزم وتصمیم جو اس کے ارادوں میں تھی اُس نے دشمنوں کے مُنہ سے تعریف کے کلمات نکالے۔ آخر کار اُن کے ارادہ کے مقابلہ میں اپنی کمزوریوں کو مشاہدہ کر کے دشمنوں نے مصالحت کا ارادہ کیا اور مداہنہ کی صورت قائم کرنے کی تجاویز میں لگ گئے۔ وہ قوم ان کی امانت ودیانت کی تو ہمیشہ سے قائل تھی ہی۔ لیکن چونکہ ان کے خیالات کا دائرہ محدود تھا۔ ان کی آنکھ دور بین نہ تھی۔ ان کی خواہشات خورونوش۔ نا شوئی کے دائرہ سے تجاوز نہیں کرتی تھیں۔ اس لیئے ان کے اخلاق رذائل کے سوا کسی اعلےٰ نصب العین کو پیش نہ کر سکتے تھے۔ اور اسی قسم کی تحریصات اور مرغوبات کو اُنھوں نے اس حق کے شیدائی کے سامنے

پیش کرنے کی غرض سے اکابر قوم کا ایک وفد بنایا عتبہ کو ان کا سرکردہ ٹھیرایا۔ آنجناب خانہ کعبہ میں بیٹھے تھے کہ یہ لوگ ان کی خدمت میں پہنچے۔ عتبہ نے جن الفاظ میں ان مرغوبات کو انکے سامنے پیش کیا۔ اس کا خلاصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ دلچسپی سے خالی نہیں ہم آپ کے پاس اس غرض سے آتے ہیں کہ ہم اپنے اور آپ کے درمیان امن قائم کریں۔ ہم آپ کے اطوار کی اعزاز سے واقف ہیں۔ آپ خود ہم میں امین۔ دیانتدار اور بہت مشہور ہیں۔ آپ کے ذریعہ ہم بسا اوقات کشت وخون اور جنگ وجدال سے بچے۔ ہم آپ کے سامنے مصالحت کی ایک صورت پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر آپ کو دولت کی خواہش ہو تو ہم اپنا تمام اموال آپ حوالہ کردینگے اگر کسی عورت کی خواہش ہو تو اہل عرب میں جو لڑکی پسند خاطر ہو آپ کے نکاح میں دے دینگے اگر امارت چاہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیں گے۔ لیکن اس شرط پر کہ آپ ہمارے بتوں کی توہین چھوڑ دیں۔ کیا آزمائش تھی؟ کیا مرغوبات تھے؟ کیا زندگی کا سبز باغ پیش نظر تھا؟ اور یہ سب خیال نہیں بلکہ حقیقت۔ تمام مصائب کا ایک قلم خاتمہ ہو جاتا۔ تمام دکھ کافور ہو جاتے آرام سے زندگی گذرتی۔ لیکن اس سچائی کی شمع ہمیشہ کے لیئے گل ہو جاتی جو دنیا کی ہدایت کرنے والی تھی۔ اس سچائی کا خون ہو جاتا جس کی اشاعت ان کی زندگی کا مشن تھا۔ ایک طرف یہ ظلمت دکھائی دیتی تھی۔ دوسری طرف اہل وفد سے انکار کی صورت میں جو کچھ ظہور پذیر ہونا تھا اس کا نقشہ اُن کی آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا۔ اس نازک حالت میں آپ کیا جواب دیتے ہیں ذرا تامل نہیں۔ کچھ تشویش نہیں۔ کچھ خوف نہیں۔ فوراً قرآن کی آیات پڑھ کر سنادیں جس کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے:۔

"جن لوگوں نے دین حق کو نہ مانا اور اللہ کے راستہ سے لوگوں کو روکا۔ خدا نے اُن کے اعمال رائگان کردیئے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور اس سچائی کو قبول کیا جو محمدؐ پر اتری۔ ان کے گناہوں کو ڈھانپ دیا گیا اور دین ودنیا میں ان کی اصلاح کردی۔ یہ اس لیئے کہ کافروں نے باطل کی اور مومنوں نے حق کی پیروی کی۔ اس طرح اللہ تعالےٰ تمثیلی رنگ میں اپنی سچائیوں کا اظہار کرتا ہے"۔

یہ آیات اُن کے سامنے پڑھ کر آنحضرت نے فرمایا۔ یہ دو راستے آپ کے سامنے ہیں۔ آپ انہیں سے

جو چاہیں انتخاب کر لیں یہی میرا جواب ہے۔ یہ ایک ابتلا تھا۔ اس کے نتائج کی اہمیت سے کس کو انکار ہے۔ پھر کیا ہی عظیم الشان ہے وہ انسان جو اس امتحان میں کامیاب ہوا کیا ہی اعلےٰ نمونہ قائم کیا۔ اللھم صل علیہ و آلہ

پروفیسر ہیکل اور اسلام

(از قدوائی)

اس زمانہ کے ماہران سائنس میں ہیکل کی شخصیت سب سے بڑھ کر ممتاز ہے۔ اس کی ذہانت ہر پہلو میں اپنا کام کرتی ہے اور سائنس کی بہت سی شاخوں میں وہ مسلم طور پر ماہر ہے۔ وہ گویا ایک دیو ہے جس کے ہزاروں سر ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اوّل درجہ کا میٹریلسٹ کہتا ہے اس کا مذہب مونزم ہے (یعنی یہ کہ یہ کل عالم سب ایک ہی ہستی ہے) باقی سب مذاہب کی اس نے زور سے اور علم طور سے تردید کی ہے۔ اسلام کے متعلق اس نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

"اسلام یا محمدی توحید۔ توحید کی سب سے آخری اور سب سے پاکیزہ صورت ہے۔ جب نوجوان حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ہموطن عربوں کی بت پرستی اور مشرکانہ رسوم سے اپنے اندر تنفر پایا اور انھیں عیسائیوں کے حالات کا علم ہوا تو انھوں نے اس کے بڑے بڑے اصول کو عام طور پر مان لیا۔ مگر مسیح میں ان کو ایک نبی سے بڑھ کر کچھ نظر نہ آیا۔ جیسے کہ موسےٰ بھی ایک نبی ہی تھے۔ تثلیث کے عقیدہ میں ان کو وہی کچھ معلوم ہوا جو ہر ایک آزاد خیال کو منصفانہ نگہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے یعنی یہ کہ یہ ایک بیہودہ قصہ ہے جس کو نہ ہی عقل کے ابتدائی اصول تسلیم کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ ہماری مذہبی ترقی میں کچھ کام دے سکتا ہے۔ وہ ٹھیک طور پر یہ سمجھ گئے کہ خدا کی ماں کی پرستش خالص بت پرستی ہے۔ ایسے ہی جیسے تصویروں یا مجسموں کی حد سے بڑھی ہوئی عزت۔ جتنا زیادہ انھوں نے اس پر غور کیا۔ اور جس قدر زیادہ انھوں نے ذات باری کے متعلق ایک پاک خیال کی طرف جدوجہد کی اسی قدر زیادہ صفائی سے ان کو لا الہ الا اللہ کا یقین حاصل ہوتا چلا گیا یعنی یہ کہ ایک خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں "مگر حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) خدا کے متعلق اپنے آپ کو اس قسم کے خیال سے آزاد نہ

کر سکے جس کے اندر انسانی صفات پائی جاتی ہوں۔ اُن کے نزدیک خدا بے شک اعلےٰ صفات اپنے اندر رکھنے والا۔ مگر ایک طرف موسیٰ کے خدا کی طرح خشمناک اور غضبناک۔ اور دوسری طرف مسیح کے خدا کی طرح محبت اور رحم کرنے والا پایا جاتا ہے۔ تاہم ہمیں یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ مذہب اسلام نے اپنی ساری تاریخی ترقی میں پاک توحید کے اصلی جوہر کو موسوی اور عیسائی مذاہب سے بہت بڑھ کر کمال کے ساتھ محفوظ رکھا ہے۔ ہم آج اس بات کو اس کے خارجی حالات میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ جیسے اُن کی نماز اور وعظ میں اور ان کی مساجد کی تعمیر اور آرائش میں جب میں نے پہلے پہل ۱۸۷۳ء میں مشرق کو دیکھا۔ اور قاہرہ۔ سمرنا۔ بروسا اور قسطنطنیہ کی عالی شان مساجد کو دیکھا تو ان مساجد کے اندر کی سادہ اور پُر مذاق آرائش اور باہر کے بلند اور خوبصورت تعمیر نے میرے دل میں ایک سچا جذبہ محبت پیدا کر دیا۔ یہ مساجد کیسی پُرشوکت اور کیسی بلند خیالی پیدا کرنے والی ہیں۔ بمقابلہ اکثر کیتھولک گرجاؤں کے جو اندر سے بھڑکدار تصاویر اور ملمع سازی سے پُر ہوتے ہیں۔ اور باہر سے بہت سی انسانی اور حیوانی شکلوں سے بدنما کر دیے جاتے ہیں۔ ایسا ہی قرآن کی سکھائی ہوئی طرز پر خاموش دُعائیں اور سادہ افعال عبادت بہت ہی ارفع اور اعلےٰ ہیں۔ جب ان کا مقابلہ کیتھولک عبادتوں کی بیہودہ لفاظی اور تھیٹر کے رنگ کے باجوں والے جلوس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔"

تمام وہ لوگ جنھوں نے ہیکل کی توجہ سے مطالعہ کیا ہے۔ اور جو اسلام کو جیسا کہ سمجھنے کا حق ہے سمجھتے ہیں جانتے ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہیکل بجائے مونسٹ کہلانے کے مسلم کیوں نہیں کہلاتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کو یہ معلوم نہیں کہ اسلام درحقیقت کیا ہے۔ اس کو یہ خیال ہے کہ اسلام ایسے خدا کو پیش کرتا ہے جو انسانی صفات سے متصف ہے۔ حالانکہ یہ اسلام کی تعلیم ہرگز نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی صفات میں قرآن کریم فرماتا ہے لیس کمثلہ شیئ۔ اس کی مثل کی طرح بھی کوئی چیز نہیں پھر خود جو نام خدا کا قرآن میں یا زبان عربی میں پایا جاتا ہے وُہ ایک ایسا نام ہے کہ سوائے ایک خدائے واحد کی ذات کے دوسری کسی چیز پر نہیں بولا جاتا۔ یعنی اللہ جو کہ اُس کا اصلی نام ہے پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس کا کوئی کفو نہیں کوئی شریک نہیں۔ کوئی ایسی ہستی نہیں جس کا مرتبہ اس کے برابر قرار دیا جا سکے۔ اس کے لیئے کوئی ہمسر نہیں۔ اس کی ذات میں کوئی شریک نہیں کوئی اس کے برابر کا نہیں +

یہ کہنا کہ اسلام کا خدا انسانی صفات سے متصف ہے۔ اسلام کے ابتدائی اصولوں سے ناواقفیت کا اظہار کرنا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اُن کو یہ بتایا جاتا ہے کہ خدا سننے والا۔ جاننے والا محبت کرنے والا قادر مطلق رحمان رحیم اور آخر سزا دینے والا اور عقاب دیکھنے ... والا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام گویا ایک بڑے صاحب طاقت انسان کو خدا بناتا ہے۔ یا یہ کہ اس نے یہودیوں کے غضبناک اور کینہ پرور خدا کے خیال اور عیسائیوں کے محبت کرنیوالے خدا کے خیال کو ملا کر گڑبڑ کر دیا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کبھی اسلام نے کسی طاقتور انسان کو خدا نہیں مانا۔ اور اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات کے متعلق جو خیالات یہودیوں یا عیسائیوں میں پائے جاتے تھے۔ ان پر بہت کچھ ترقی اسلام نے کی ہے۔ جب قرآن فرماتا ہے کہ للہ الاسماء الحسنےٰ یعنی خدا کے اسمائے حسنیٰ ہیں یا اُس کے اندر اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ صفات پائی جاتی ہیں اور وہ ہر قسم کے نقصوں اور عیبوں سے پاک ہے۔ جیسا کہ اس کی تسبیح میں صاف یہ بتا دیا تو ان اوصاف یا نقصوں کا مقابلہ کسی انسان یا کسی دُوسری مخلوق کے ساتھ وہ ہرگز نہیں کرتا۔

صدیاں گذریں۔ جب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ " اللہ اکبر کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا مخلوق سے بڑا ہے کیونکہ مخلوق اس کی قدرت کا ظہور ہے جیسے روشنی سورج کا ظہور ہے۔ اور یہ کہنا درست نہیں کہ سُورج اپنی روشنی سے بڑا ہے۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت اور کبریائی ہمارے احاطۂ علم وقدرت سے بڑھ کر ہے اور کہ ہم کو اُس کی کمال عظمت و کمال کبریائی کا صرف ایک دُھندلا سا علم ہے۔ اگر ایک بچہ ہم سے یہ دریافت کرے کہ ہم اس کے سامنے اس خوشی کو بیان کریں جو تختِ حکومت پر متمکن ہونے سے حاصل ہوتی ہے تو ہم اس کو یوں سمجھائیں گے کہ یہ ایسی ہی خوشی ہے جیسے اسے گیند بلا کھیلنے میں حاصل ہوتی ہے۔ حالانکہ دونوں خوشیوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اور صرف یہی اشتراک ان دونوں میں ہے کہ دونوں پر خوشی کا نام صادق آتا ہے۔ پس اللہ اکبر کے یہ معنے ہیں کہ اس کی کبریائی ہماری صفات مدرکہ سے بہت بالاتر ہے"

انسان کے پاس اظہار خیالات کے بہت محدود ذرائع ہیں۔ اس لیئے خدا کی صفات کا اظہار اُس کے سامنے انہی الفاظ میں کیا جاسکتا ہے یا وہ خود انہی الفاظ میں کر سکتا ہے جن الفاظ میں اپنی

بلکہ اپنے سے بھی نیچے درجہ کی مخلوق کی صفات کا۔ پس ہم یوں کہتے ہیں کہ خدا بھی سنتا ہے جانتا ہے محبت کرتا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز ہمارے ذہن میں نہیں ہوتا کہ اس کے بھی ہمارے کانوں کی طرح کان ہیں یا ہمارے دل کی طرح دل ہے۔ ہم صرف وہ اعلےٰ سے اعلےٰ صفات جو ہمارے واہمہ میں آسکتی ہیں اُس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور ہم اپنے اُس خیال کا اظہار عمدہ سے عمدہ الفاظ میں جو ہمیں میسر آسکتے ہیں کرتے ہیں۔ ہاں یہودیوں اور عیسائیوں کا خدا بیشک خاص اشخاص یا اقوام کا خدا ہے۔ مگر اسلام کا خدا سارے عالم کا خدا ہے۔ اس کو ہم رُوح کہیں تو بھی یہ ایک مجازی ہے۔ خدا کی ذات اور صفات کا خیال اسلام میں ایسا اعلےٰ ہے۔ ایسا انسان سے برتر اور اس قدر غیر محدود کہ مشہور فلسفی تاریخ نویس کو اس کے عقلی ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے یہ کہنا پڑا کہ ہمارے موجودہ قوائے کے ادراک سے بہت بلند تر یہ خیال ہے۔ چنانچہ ہم نیچے ایک سالم پیرگراف کا ترجمہ دیتے ہیں جو اس پر گبن نے لکھا ہے۔

"محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا مذہب ہر ایک قسم کے شکوک اور مبہم امور سے پاک ہے۔ اور قرآن خدا کی توحید پر ایک شاندار شہادت ہے۔ نبی عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) نے بتوں اور انسانوں کی۔ ستاروں اور سیاروں کی پرستش کو اس عقلی اصول پر رد کیا کہ جو چیز طلوع ہوتی ہے وہ غروب بھی ہوگی۔ جو پیدا ہوتا ہے وہ مرے گا اور جو چیز معرض زوال میں ہے وہ آخر فنا ہو جائے گی۔ اس عالم کے مُوجد اور بنانے والے کا عاقلانہ محبت اور جوش سے آپ نے اعتراف کیا۔ اور ایک غیر محدود اور ہمیشہ رہنے والی ہستی کی آپ عبادت کرتے تھے جس کی نہ کوئی شکل ہے نہ اس کے لیئے کوئی مکان ہے جس کی اولاد نہیں نہ اس کا کوئی شبیہہ ہے۔ جو ہمارے خفیہ سے خفیہ خیالات پر بھی مطلع ہے۔ جو واجب الوجود ہے اور جس سے تمام اخلاقی اور ذہنی کمالات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ اعلےٰ درجہ کی صداقتیں جن کو اس قسم کے الفاظ میں پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) نے بیان کیا۔ آپ کے پیرو مضبوطی سے اُن پر قائم ہیں۔ اور قرآن کے مفسروں نے بڑی صفائی کے ساتھ ان سب باتوں کو بیان کیا ہے۔ ایک فلسفی خدا پرست آسانی سے مسلمانوں کے اس مذہب کا اقرار کر سکتا ہے ہاں یہ مذہب شاید ہمارے موجودہ قوائے کے لحاظ سے بہت ارفع ہے۔ خیال اور وہم کے لیئے بلکہ سمجھ کے لیئے بھی کونسا مدعا باقی رہ جاتا ہے۔ جب ہم اس غیر معلوم ہستی سے زمانہ اور مکان

حرکت اور مادہ احساس اور تدبر کے تمام خیالات کو الگ کردیں ؟ عقل اور وحی کے پہلے اصول پر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے آواز نے مہر صداقت لگادی۔اس کے پیرو ہندوستان سے لے کر مراکو تک موحد کے نام سے مشہور ہیں اور بُت پرستی کا خطرہ بتوں کے بنانے سے روک دینے سے جاتا رہا ہے "

اس سے بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ یہ دکھایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات کا خیال جو اسلام میں ہے وہ جدید ترین علمی خیالات سے مطابقت رکھتا ہے۔ہیگل کا مونزم تھوڑی اور ترمیم اور ترقی کے ساتھ جس کو ہیگل خود بھی اسلام کے اصل منشاء اور حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد قبول کرنے سے انکار نہیں کرے گا۔ بالخصوص اس کے صوفیانہ پہلو کو وحدت الوجود سے ملتا جلتا ہوگا۔اس مضمون پر میں پھر کبھی لکھوں گا +

اسلام میں مرد اور عورت کی حیثیت کا مقابلہ

(از قلم حضور والیہ بھوپال)

تمدنی زندگی کی بنیاد اللہ تعالےٰ نے مرد اور عورت کے اجتماع پر اور اُن کے ایک دوسرے کے ساتھ گہرے تعلقات پر رکھی ہے۔اس کا آغاز پہلے مرد اور پہلی عورت کے ہبوط کے ساتھ ہوتا ہے۔اور جب تک ایک جوڑا بھی نسل انسانی کا اس زمین پر باقی ہے اس وقت تک اس کا بقا رہے گا۔اس لیئے یہ ضروری ہوا کہ کچھ اصول اور قواعد ایسے مقرر کیئے جائیں جن کے ساتھ اُنکے تمدنی تعلقات کو منضبط اور ان کے اتحاد کے وسائل کو مضبوط کیا جائے۔یہ اصول اور قوانین اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک کلام قرآن کریم میں ہمارے لیئے بیان فرمائے ہیں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنن اور احادیث میں ان کی وضاحت کردی ہے۔مگر قبل اس کے کہ تمدنی زندگی کے قواعد کے متعلق کچھ لکھا جائے۔یہ ضروری ہے کہ ہم صفائی سے بیان کردیں کہ ہمارے مذہب نے اپنے قوانین میں مرد اور عورت کی جداگانہ کیا حیثیت قرار دی ہے۔اس پہلو پر غور

کرنے سے معلوم ہوگا کہ اسلام مرد اور عورت کے درمیان کوئی امتیاز قائم نہیں کرتا سوائے اسکے جس کا متقاضی ان کی فطری بناوٹ کا اختلاف ہے اور وہ بھی اس لیئے نہیں کہ عورت کی حیثیت کو کم کیا جائے۔ قرآن کریم نے ایک موقعہ پر ہر ترک شر اور کسب خیر کے فعل میں مردوں اور عورتوں کا ذکر پہلو بہ پہلو رکھ کر کیا ہے اور اس طرح یہ بتا دیا ہے کہ خدا کے ہاں مرد اور عورت کا فرق ترک شر اور کسب خیر میں کوئی فرق نہیں رکھتا۔ یہ آیت سورہ احزاب میں ہے جہاں فرماتا ہے (آیت ۳۵)

ان المسلمین والمسلمٰت والمؤمنین والمؤمنٰت والقٰنتین والقٰنتٰت والصٰدقین والصٰدقٰت والصٰبرین والصٰبرٰت والخٰشعین والخٰشعٰت والمتصدقین والمتصدقٰت والصائمین والصٰئمٰت والحٰفظین فروجھم والحٰفظٰت والذاکرین اللّٰہ کثیرا والذاکرات اعد اللّٰہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما ۝

ترجمہ ۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں۔ صادق مرد اور صادق عورتیں۔ صابر مرد اور صابر عورتیں۔ عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں۔ صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں۔ روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور عصمت کی حفاظت کرنے والی عورتیں۔ اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بہت یاد کرنے والی عورتیں۔ اُن کے لیئے اللہ تعالےٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کیا ہے ۔

کمزور جنس کے لیئے یہ کیسی عظیم الشان خوشخبری ہے۔ مذہبی اور اخلاقی امور میں اس نے مرد اور عورت کے درمیان کمال درجہ کی مساوات قائم کر دی ہے قرآن کریم کے نزول سے پہلے عورت اس قابل بھی نہ سمجھی گئی تھی۔ کہ وہ قرب الٰہی کے میدان میں قدم رکھ سکے۔ اور پاکیزگی اور طہارت کے اعلےٰ منازل کو طے کر سکے جو صرف مردوں کے لیئے ہی مخصوص سمجھی گئی تھیں۔ جاپان نے ایام قدیم میں اپنی مذہبی درگاہوں کے دروازے عورتوں پر بند کر رکھے تھے چین میں اس بات کو گوارا نہ کیا جاتا تھا۔ کہ مردوں کے ساتھ مذہبی عبادات میں عورتیں بھی حصہ لے سکیں ہندوستان کے وہ بت جن میں خدا کا حلول سمجھا جاتا تھا۔ اگر ان کو عورت اتفاق سے چھو جائے تو بعض شاستروں کے مطابق اُن کی خدائی بھی جاتی رہتی تھی۔ بائبل شہادت دیتی ہے۔ کہ

حضرت سلیمان علیہ السّلام نے بھی اپنی ملکہ کو ہیکل کی مقدّس حدود کے اندر داخل ہونیکی اجازت نہ دی۔ ایّام وسطی کے کلیسیا نے تو عورت کی ذلّت کو انتہا تک پُہنچا دیا جب غلط مذہبی خیالات کے ماتحت ہر قسم کے بدترین الزامات اس کے سر پر تھوپے جانے لگے۔ مگر وقت پر اسلام عورت کو اس مصیبت اور ذلّت سے چھڑانے کے لئے رحمت کا فرشتہ بن کر پُہنچ گیا۔ اور اس کے لیئے بے نظیر برکات کا موجب ہوُا۔ مگر جیسا کہ مینے پہلے کہا ہے۔ اسلام کے متعلق خطرناک غلط بیانیاں کی گئیں اور غلط فہمیاں پھیلائی گئیں۔ یہاں تک کہ یہ خیال پیدا ہو گیا کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب نے عورت کو اور بھی نیچے گرا دیا ہے۔ میں یہ کہنے پر مجبوُر ہوں کہ یہ اسلام پر ایک خطرناک بُہتان تھا۔ اور ہے۔ اس بُہتان کے باندھنے والے یا تو یہ نہیں جانتے کہ رُوح کیا چیز ہے یا اُنھوں نے ہمارے ان اخلاق فاضلہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ جن کی اگر مناسب طریق پر پرداخت کی جائے۔ تو وہ ہماری رُوحانیت کو مضبوُط کرتے اور رُوح انسانی کو بلند سے بلند پرواز کے قابل بناتے ہیں۔ لکھا ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السّلام سے آپ کے شاگردوں نے دریافت کیا کہ وہ بڑے بڑے عجائبات کس طرح دکھا سکتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ یہ قسم سوائے نماز اور روزہ کے نہیں نکل سکتی۔ جس سے معلوم ہوُا کہ نماز اور روزہ سے ہی انسان اعلےٰ ترقیات حاصل کرتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے نماز اور روزہ کی حد تک اکتفاء نہیں کیا۔ بلکہ ہماری رُوحانیت کی تکمیل کے لیئے کچھ اور اخلاق فاضلہ ساتھ بڑھا دیئے ہیں جو مندرجہ بالا آیت کی رو سے مرد اور عورت دونوں یکساں طور پر حاصل کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ منقولا بالا آیت میں صفائی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ آیت (اور خدا کی پاک کتاب میں اس قسم کی اور بھی بہت سی آیات ہیں) ان لوگوں کو جھٹلانے کے لیئے کافی ہے۔ جنھوں نے مغرب میں یہ خیال پھیلا رکھا ہے۔ کہ اسلام عورت میں رُوح ہونے سے انکار کرتا ہے ✤

غرض ساری اسلامی تعلیم میں یہ میلان صاف نظر آتا ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان مساوات قایم کی جائے۔ ہاں دونوں جنسوں میں اگر فرق کیا گیا ہے تو صرف یہ کہ اپنی بناوٹ کی رُو سے ان کے فرائض الگ الگ ہیں۔ اور قدرت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے فرائض کو الگ الگ پُورا کریں۔ نسل انسانی کی ترقی کے لیئے اُن کو علٰحدہ علٰحدہ فرائض انجام دینے ضروری ہیں اور

اس لیئے ان فرائض کی ادائگی کے لیئے انھیں سامان بھی الگ الگ دیا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ لازمی تھا کہ ان کی بناوٹ میں معتدبہ اختلاف ہوتا اور اس کا اثر بعض اخلاقی اوصاف پر بھی ضروری تھاؔ مثلًا ان کے اخلاق میں نرم دلی اور رحم کا پہلو بہت غالب ہو۔ مگر اسی وجہ سے ان اخلاق کا مالک اس قابل بھی نہیں کہ عام طور پر زندگی کے خطرناک مصائب اور شدائد کے مقابلہ میں مضبوطی کے ساتھ قائم رہ سکے پس اگر اندرون خانہ کے فرائض کی تکمیل عورت کے سپرد کی گئی تو زمانہ کی شدائد کا مقابلہ مرد کے سامنے رکھا گیا۔ اسی لیئے یہ بھی ضروری ہوا کہ امن اور حفاظت مال وجان کا کام بھی مضبوط جنس کے سپرد کیا جائے اور اس طرح پر مرد کو عورت پر ایک فوقیت مل گئی۔ مرد کی یہ خصوصیت نسل انسانی کی ترقی کے سامانوں کے قائم رکھنے کا لازمی نتیجہ تھی۔ کیونکہ اگر یہ فرق قائم نہ کیا جاتا تو نسل انسانی کی ترقی اور حفاظت کا کوئی انتظام نہ ہوتا ورنہ یوں مرد اور عورت ہر رنگ میں یکساں پیدا کیئے گئے اور اس لیئے ان میں مساوات بھی ہر رنگ کی پائی جاتی ہے۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو بڑی خوبی سے حل کیا ہے۔ جہاں فرمایا ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ عورتوں کے لیئے حقوق ہیں مثل ان کے جو ان عورتوں کے اوپر ہیں اور مردوں کو ان کے اوپر ایک مرتبہ دیا گیا ہے (البقرہ۔ ۲۲۸) یہ درجہ کی فوقیت جسکا اس آیت میں ذکر ہی کیا ہے۔ یہ بھی قرآن کریم نے خود ہی ہمیں بتا دیا ہے۔ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم۔ مرد عورتوں کے متکفل ہیں کیونکہ اللہ تعالٰی نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ اور اسلیئے کہ وہ اپنے مالوں میں سے خرچ کرتے ہیں (النساء۔ ۳۴)

ؔ چھوٹے بچوں کی تربیت کے لیئے یہ ضروری تھا۔

نکات القرآن حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کے وجود باجود سے علمی و مذہبی دُنیا بخوبی واقف ہے۔ آپ نے حال ہی میں قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو لندن میں زیر طبع ہے۔ اردو خوان پبلک بالخصوص مسلمان احباب کو مبارک ہو۔ آپ نے قرآن کریم کے تفسیری نوٹوں کو اردو میں بھی شائع کرنا شروع کر دیا ہے جس کے تین حصے شائع ہو چکے ہیں۔ پہلے حصہ میں صرف پارہ اول کے نوٹ ہیں۔ اور دوسرے میں جو نکات القرآن کے نام سے شائع ہوا ہے۔ سورہ بقرہ ختم کر دی گئی ہے۔ حصہ چہارم بھی چھپ رہا ہے

قرآن کریم کے تفسیری نوٹ۔ حصہ اوّل (۶؍) نکات القرآن حصہ دوم (۶؍) حصہ سوم (۸؍)

المشتہر منیجر رسالہ اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس عزیز منزل۔ نولکھا۔ لاہور

اسلام اور شرک

(از ڈڈلے رابٹ)

مسلمان کیوں عقیدۂ تثلیث کو نفرت کی نگہ سے دیکھتے ہیں؟ اوّل اس لیئے کہ اُس کی بُنیاد کسی الہامی کتاب پر نہیں اور دوسرے اس لیئے کہ یہ عقل کے خلاف ہے۔ عیسائی عقیدہ کے حامیوں کے لیئے بہُت ہی مشکل کا سامنا ہو۔ اگر ان کی زندگی صرف اسی بات سے وابستہ ہو کہ پُرانے یا نئے عہدنامہ میں کوئی ایک ہی فقرہ الیسا نکال دیں جس میں صراحت کے ساتھ مسیح کے خدائی کے عقیدہ یا خدائی میں تثلیث کے عقیدہ کی تائید ہو +

عیسائیت کے شروع شروع میں اس عقیدہ کی تعلیم کبھی نہیں دی گئی۔ جسٹس مارٹر جسکی تصانیف کا زمانہ دوسری صدی کا آغاز ہے۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے خدائی مسیح کی طرف منسُوب کی اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ عیسائی ہونے سے پہلے وہ ایک فلسفی تھا۔ اور تبدیل مذہب نے فلسفہ کا رنگ اس کی طبیعت سے دور نہیں کر دیا تھا۔ وہ جہاں لیسوُع کو خدا کا بیٹا کہتا ہے ساتھ ہی اس کے اُس کا عذر بھی ان الفاظ میں پیش کرتا ہے کہ "یہ عقیدہ ان لوگوں کے لیئے نیا نہیں جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ جیوپیٹر یعنی سب دیوتاؤں کا سردار بیٹے رکھتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے" اگر مسیح محض انسان بھی ہو تو بھی وہ اپنی دانائی کی وجہ سے اس بات کا مستحق ہے کہ اُسے خدا کا بیٹا کہا جائے اور غیر عیسائی اقوام خدا کو دیوتاؤں اور انسانوں کا باپ سمجھتی ہیں اور اگر وہ غیر معمُولی طور پر خدا کا کلام ہے تو اس قول کا ان لوگوں کے ساتھ اشتراک ہے جو مشتری کو کلام سمجھتے ہیں جو خدا کی مرضی کا اظہار کرتا ہے" +

مگر تثلیث کا عقیدہ باقاعدہ طور پر اس وقت مشتہر کیا گیا جب ۳۲۵ عیسوی میں نائس کی کونسل منعقد ہوئی اور اس کونسل کے انعقاد اور اس کے فیصلہ کے اعلان کے بعد بھی ہلری نے بارہ کتابیں تثلیث کے عقیدہ پر لکھیں۔ جن میں اُس نے یہ ثابت کیا کہ خدا باپ ہے قائم بالذات اور لفظ کے حقیقی معنوں میں سچّا خدا تھا۔ بلکہ نائس کی کونسل میں بھی وہ دعوے نہیں کیا گیا۔ جواب کیا جاتا ہے کہ تثلیث کا ہر ایک اقنوم یکساں طور پر ازلی اور غیر مخلوق ہے

خود لفظ ٹرینٹی (تثلیث) بہت پیچھے استعمال ہوا ہے جس کو پہلے پہل سکندریہ کے رہنے والے کلیمنٹ نے استعمال کیا ہے۔ اور وہ بھی اپنی بہت ساری تحریروں میں صرف ایک دفعہ خدائی کے اقانیم کی تثلیث کو ظاہر کرنے کے لیئے نہیں بلکہ ایمان امید اور فیاضی کے برکات ثلاثہ کے اظہار کے لیئے ۳۸۱ء میں کلسیڈن کی کونسل میں عقیدۂ تثلیث نے قریبًا قریبًا اپنی موجودہ صورت اختیار کی۔ مگر اس وقت بھی کلیسیا کے ایک سے زیادہ فرقوں نے اس کی سخت مخالفت کی +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت بت پرستی اور شرک کا مسیحی کلیسیا کے سارے فرقوں اور عرب کے اندر خوب زور وشور تھا۔ عرب کے لوگ اللہ تعالےٰ کے سب سے اوپر ہونے کے قایل تھے۔ مگر پھر بھی لکڑی اور پتھر کے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ بلکہ انسانی قربانی کی خوفناک رسم بھی جاری تھی۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے والد اس قربانگاہ کی نذر کیئے گئے تھے۔ اور ایک سو اونٹوں کا فدیہ دے کر اُن کی رہائی ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے کعبہ کے بتوں کے سامنے یہ قسم کھائی تھی (کیونکہ اس وقت کچھ خدا کی توحید کا نشان ہونے کی بجائے بت پرستی کا مرکز بنا ہوا تھا) کہ اگر وہ دس بیٹوں کا باپ ہو جائے تو وہ اُن میں سے ایک کو قربانی پر چڑھا کر اظہار شکریہ کرے گا۔ آخر کار یہ عہد جس کے ساتھ ایک انسانی جان کی ہلاکت وابستہ تھی پورا ہو گیا۔ اور دسواں یعنی سب سے چھوٹا عبداللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا والد تھا جس کے ساتھ اس کے باپ کو سب سے بڑھ کر محبت بھی تھی۔ نذر کے پورا کرنے میں کچھ توقف کیا گیا۔ مگر اس کا پورا کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ دیوتاؤں کے سامنے جو قسم اُٹھائی جائے اسکی خلاف ورزی نہ ہو سکتی تھی۔ دسوں بیٹوں کو باپ لے کر کعبہ میں گیا اور اُن میں سے ہر ایک کا نام ایک پتھر پر لکھا گیا۔ تاکہ قرعہ سے یہ فیصلہ کیا جائے۔ کہ کونسا بیٹا قربان کیا جائے۔ قرعہ میں سب سے چھوٹے عبداللہ کا نام نکلا۔ باپ نے غمزدہ ہو کر پھر نذر مانی کہ وہ اپنے بیٹے کی جگہ دس اونٹ قربان کرے گا۔ اگر جوے کا تیر اس طرح فیصلہ کر دے۔ پھر قرعہ ڈالا گیا اور پھر بھی وہ عبداللہ کے نام پر نکلا۔ عبدالمطلب نے اونٹوں کی تعداد کو دُگنا کر دیا۔ مگر قرعہ پھر بھی عبداللہ کے نام پر ہی رہا۔ آٹھ مرتبہ اسی طرح یکے بعد دیگرے قرعہ اندازی کی گئی اور ہر دفعہ دس دس اونٹ زیادہ کیئے گئے۔ یہاں تک کہ نوسے اونٹوں کے بالمقابل بھی قرعہ عبداللہ کے نام ہی نکلا

آخر جب سو اونٹ تک نوبت پہنچی تو قرعہ میں عبد اللہ کا نام خالی نکلا اور اس طرح اس کی جان بخشی ہوئی۔ ایک سو اونٹ ذبح کیئے گئے اور ان کا گوشت غربا میں تقسیم کیا گیا۔ اور عبد اللہ اپنے والدین کے سپرد کیا گیا۔ اور آخر کار اُن کے گھر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے +

حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا۔ کہ اس شرک کو جڑ سے کاٹا جائے جس میں یہودی عیسائی اور بت پرست لوگ سب یکساں مبتلا ہو رہے تھے۔ آپ کا مقصد تھا کہ خدا کی توحید دُنیا سے منوائیں اور بت پرستوں کو صداقت کا علم دیں جو کہ اس وقت تک ناممکن تھا جب تک پہلے بُت پرستی کا استیصال ہو۔ اسلام کی ابتدا میں کچھ عرصہ تک مسلمان نماز پڑھتے وقت یروشلم کیطرف مونھ کیا کرتے تھے۔ مگر نہ اس غرض سے کہ یہودی اسلام میں داخل ہو جائیں۔ جیسا کہ بعض مصنفین نے خیال کیا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد بجائے یروشلم کے کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا اور اس کے تھوڑا عرصہ بعد خانہ کعبہ بتوں سے پاک کر کے اپنی اصل حالت پر قائم کیا گیا۔ جیسا کہ ابراہیم و اسماعیل نے اس کی تعمیر کی تھی +

اس طرح پر اسلام نے ہمیشہ انسان کے سامنے ایک بلند نصب العین رکھا ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ اپنے ہر فعل کا خدا کے سامنے ذمہ وار ہے اور یہ بھی اسے سکھایا ہے کہ نجات کی بُنیاد عقیدہ نہیں بلکہ اخلاق ہیں۔ اسلام انسانی قربانی اور کفارہ کو غلط بتاتا ہے اور اس کی بجائے انسان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک زندہ قربانی کے طور پر پیش کرے اور وہ یہ کہ اپنے آپ کو اسکی خدمت میں لگائے۔ غریبوں اور بوڑھوں اور والدین کی تعظیم اور اُن پر شفقت کو ایک مقدس فرض انسانی قرار دیا گیا ہے۔ اور اسی طرح محتاج اور یتیم کی خبر گیری کو بھی۔ ان کی طرف بار بار قرآن کریم نے توجہ دلائی ہے +

چرچ مشنری سوسائٹی کا پادری ٹی۔ پی ہیوز کہتا ہے کہ "محمدی مذہب کی کچھ بھی کمزوریاں ہوں تمام انصاف سے کام لینے والے اس بات کے معترف ہیں کہ اُس نے غربا کی مدد کا جو انتظام کیا ہے وہ بہت ہی قابل تعریف ہے مسلمان ممالک میں کوئی محنت کے گھر نہیں ہوتے۔ جیسا کہ پراٹسٹنٹ ممالک میں پائے جاتے ہیں +

جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اتفاقی نظر بھی ڈالے گا اس پر یہ بات اثر کیئے بغیر نہیں رہے گی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں مذہب کی کیفیت اور اس کی اشاعت کے لیئے آپ کی سرگرمی اور ہمت اپنے اندر ایک بھاری حقیقت مضمر رکھتی ہے۔ جس طرح پر دوسرے انبیا جھوٹ اور غلط بیانیوں کا شکار ہوئے ہیں۔ وہی خدا کی سنت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ بھی ہوئی۔ اور ان میں سے بہت سے جھوٹ آج تک چلے جاتے ہیں۔ اس کو ایک مذہبی دیوانہ کہا گیا۔ مگر اس میں کیا مضائقہ ہے۔ کیونکہ دنیا میں جو کچھ بھی دیرپا اچھا کام کسی نے کیا ہے اسکو ضرور دیوانہ کا خطاب دیا گیا ہے اور یہ اصطلاح ان لوگوں کے لیئے مخصوص کی گئی ہے جو حق کی حمایت میں پورا زور لگاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے گذر جاتے ہیں۔ اور تب ان کو بہادر کہا جاتا بلکہ پیغمبر مان لیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ سب باتیں دیکھیں جو مصلحوں کی دیکھنی پڑتی ہیں اور اگر آپ کے رفقاء اور اہل وطن جو آپ کے حالات کے بہترین واقف تھے۔ آپ کو الامین کے معزز نام سے پکارتے تھے۔ مگر جن لوگوں کو آپ کے حالات کا علم نہیں تھا۔ اور نہیں ہے انھوں کو عمداً یا جہالت سے آپ کے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ جیسا کہ کارلائل نے کہا ہے وہ جھوٹ جو نیک ارادہ کے پیرایہ میں اس شخص کے نام کے گرد اکٹھے کیئے گئے ہیں خود اپنے لیئے شرم کا موجب ہو گئے ہیں۔ اس مذہب کی جس کی آپ نے بنیاد رکھی بعض مخالفین نے اپنی اغراض کیلئے یہی مفید سمجھا ہے کہ جھوٹے قصوں کو پھیلائیں۔ اور بالخصوص اب یہ پراٹسٹنٹوں کا شیوہ ہو گیا ہے اور خود یہی امر اس امید پر پانی پھیرنے کے لیئے کافی ہے جس کا اظہار سیل نے کیا تھا۔ کہ اسلام کی تباہی پراٹسٹنٹوں کے ہاتھ سے ہوگی +

سلاجیت مومیائی مقوی اعصاب ہے۔ معدہ و دیگر اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے۔ بدن میں چستی پیدا کرتا ہے۔ انگریزی قیمتی ادویات کے مقابل یہ کم قیمت مفرد دوائی دماغی کام کرنے والوں کے لیئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے کام کے بعد تھکاوٹ بالکل محسوس نہیں ہوتی۔ اگر اسے اکسیر البدن کہا جائے تو مبالغہ نہیں۔ تبت و گلگت کے پہاڑوں سی سلاجیت منگوا کر ست تیار کیا جاتا ہے۔ درد کمر۔ زکام۔ ریزش۔ کھانسی کو رفع کرتا ہے۔ چوٹ کے درد کیلئے تو حکمی علاج ہے۔ ہر موسم میں مرد و زن ضعیف بچہ بغیر کسی پرہیز کے استعمال کر سکتے ہیں قیمت فی تولہ جو قریباً تین ماہ کیلئے کافی ہے۔ (عہ) نوٹ:۔ قیمت واپس اگر خالص نہ ہو + المشتہر کارخانہ ست سلاجیت احمد بلڈنگس نولکھا لاہور

ترکیب استعمال:۔ صبح یا شام دودھ کے ساتھ ایک رتی یا ڈیڑھ رتی کھا لیا کریں +

نئے عہد نامہ کا زمانہ

نمبر ۲

(از یحییٰ بارکنسن)

اب ہم اگنیشس کے خطوط کو لیتے ہیں۔ یہ وہ تحریریں ہیں جن کی وجہ سے ایک ایسی غیر ضروری بحث نے طول پکڑا ہے جس کا فیصلہ مدت سے ہو گیا ہونا چاہیئے تھا۔ ان خطوط پر جو بحث ہوئی ہے اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں علم وفضل کا بڑا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ صرف اس صورت میں قابل تسلیم ہے۔ جب ہم علم وفضل کو صرف یونانی اور لاطینی زبانوں کے علم تک محدود سمجھیں۔ لیکن اگر علم وفضل سے مراد محققانہ تنقید۔ گہری سوچ اور وسیع علم ہے تو ہم میں سے بعض کے لئے یہ بحث بالکل خشک ہے۔ کل پندرہ خطوط اگنیشس کی طرف منسوب کیئے جاتے ہیں۔ یعنی:۔

(۱-۲) یوحنا حواری کے نام ...... ۲ خط	(۹) افسیوں کے نام ...... ۱ خط
(۳) کنواری مریم کے نام ...... ۱ "	(۱۰) مگنیسیوں کے نام ...... ۱ "
(۴) طرسیون کے نام ...... ۱ "	(۱۱) ٹرالیوں کے نام ...... ۱ "
(۵) انطاکیہ والوں کے نام ...... ۱ "	(۱۲) رومیوں کے نام ...... ۱ "
(۶) فلپیوں کے نام ...... ۱ "	(۱۳) فلاڈلفیا والوں کے نام ...... ۱ "
(۷) ہیرو انطاکیہ کے ایک ڈیکن کے نام۔ ۱ "	(۱۴) سمرنیوں کے نام ...... ۱ "
(۸) کیسبلو کے مریم کے نام ...... ۱ "	(۱۵) پالیکارپ کے نام ...... ۱ "

تین خطوط صرف لاطینی زبان میں ہیں۔ باقی لاطینی اور یونانی دونوں زبانوں میں پائے جاتے ہیں اس فہرست میں اوّل الذکر آٹھ خطوط کو عموماً جعلی سمجھا جاتا ہے۔ اندرونی شہادت بتاتی ہے کہ وہ بعد کے زمانہ کے ہیں اور کسی پہلے زمانہ کے مصنف کی تصنیف میں اُن کا نام نہیں پایا جاتا۔ موخر الذکر سات خطوط کے یونانی اور لاطینی دونوں زبانوں میں دو دو نسخے پائے جاتے ہیں۔ ایک طویل اور ایک مختصر ان دونوں میں عبارت کا بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ چند نسلوں میں سے یہ بحث گذر کر اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور مقتدین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ طویل نسخہ بعد کے زمانہ کا ہے اور اسی میں مزید عبارتیں

داخل کی گئی ہیں۔ اور مختصر نسخہ قدیم ہے اور اصلی ہے ÷

۱۸۴۵ء میں یہ بحث از سرِنو کھل گئی۔ جب ڈاکٹر کیورٹن نے ایک سریانی نسخہ تین خطوط کا شائع کیا۔ ایک خط بنام پالیکارپ۔ ایک خط افیون کے نام اور ایک خط رومیوں کے نام۔ یہ خطوط چند مسودات میں سے ملے تھے۔ جو ڈاکٹر ٹاٹم نے سینٹ میری ڈیپارا کے راہبوں سے خریدے۔ یہ سریانی نسخے مختصر یونانی نسخوں سے بھی چھوٹے ہیں۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ اصل یہ سریانی ہیں بعض کا خیال ہے کہ یہ یونانی نسخوں کے خلاصے ہیں۔ مگر یہ عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ چھوٹے یونانی نسخے بھی زوائد سے خالی نہیں۔ اس بحث کا ابھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ میری رائے ہے کہ یہ جعلی ہیں اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس کے سوائے اور کوئی نتیجہ ان نسخوں کو پڑھ لینے کے بعد کس طرح نکالا جا سکتا ہے۔ اس فرضی خطوط نویس اگنیشس کے اپنے حالات کا ہم کو کوئی علم نہیں۔ سوائے اس کے جو خود خطوط بتاتے ہیں۔ اگر ہم اُن کو اصلی فرض کر لیں۔ ہاں اُس کا ذکر اور اُس کی چٹھیوں کا حوالہ پالیکارپ کے خط بنام فلپیوں میں ہے اور اس خط پر میں اگلے نمبر میں بحث کروں گا۔ پھر کچھ شہادت نامے ہیں۔ مگر وہ خود بہت پچھلے زمانہ کے ہیں اور اُن کی بُنیاد انہی خطوط پر ہے۔ اس کی شہادت کی ساری کہانی جیسا کہ وہ رومیوں کے نام کے خط میں اور شہادت نامہ میں مندرج ہے بالکل ناقابل اعتبار ہے۔ چنانچہ ذیل کی عبارت جو رومیوں کے نام کے خط سے لی گئی ہے قابل غور ہے ÷

"شام سے لے کر رُوم تک مَیں درندوں کے ساتھ جنگ کرتا ہوں خشکی پر بھی اور تری پر بھی۔ رات بھی اور دن بھی۔ دس چیتوں سے وابستہ ہو کر میری مراد سپاہیوں کے ایک گروہ سے ہے جن کو جب فائدہ بھی پہنچایا جائے تو وُہ پہلے سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں۔ مگر میں اُن کی تکلیف رسانی سے اور بھی زیادہ تعلیم حاصل کرتا ہوں۔ مسیح کے ایک شاگرد کے طور پر کام کرتا ہوا۔ مگر صرف اس قدر سے میں گناہوں سے نجات نہیں پاتا۔ ایسا ہو کہ میں ان جنگلی درندوں سے تمتع حاصل کروں جو میرے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ اور میں دُعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ پر حملہ کرنے کا جذبہ اپنے اندر رکھتے ہوں۔ اور میں خود بھی اُن کو ترغیب دُونگا کہ وہ جلدی سے مجھے نگل جائیں۔ اور میرے ساتھ ایسا معاملہ نہ کریں جو بعض ایسے لوگوں سے کیا ہے جن کو انھوں نے خوف کی وجہ سے چھوڑا نہیں۔ لیکن اگر وہ مجھ پر حملہ کرنے کیلئے رضامند نہوں تو میں انکو ایسا کرنیکے لئے مجبور کرونگا مجھے اس امر میں معاف رکھا جائے میں خوب جانتا ہوں۔ کہ میرے

فائدہ کی کیا چیز ہے۔ اب میں ایک شاگرد بننا شروع ہوتا ہوں اور کوئی چیز ظاہر ہو یا چھپی ہوئی۔ اس بات میں مجھ پر حسد نہ کرے کہ میں یسوع مسیح کو پاؤں۔ آگ اور مصائب (صلیب) آئیں جنگلی درندوں کے گروہ آگے بڑھیں۔ مجھے پھاڑ دیا جائے۔ میری ہڈیوں کو الگ الگ کر کے توڑ دیا جائے۔ میرے اعضاء کو کاٹ دیا جائے۔ میرے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ اور شیطان کے تمام خطرناک دکھ مجھ پر آئیں ان کی مجھے پروا نہیں۔ اگر میں یسوع مسیح تک پہنچ جاؤں"۔

میں ناظرین پر چھوڑتا ہوں کہ اس تحریر کے لکھنے والے کی دماغی حالت کا اندازہ کریں۔ یہ فرض کیا گیا ہے کہ پارتھیا کے جنگوں میں ٹراجن نے انطاکیہ کے مقام پر اس شخص پر ۱۱۵ء میں موت کا فتویٰ صادر کیا تھا۔ اور حکم دیا تھا کہ اسے روم میں لیجا کر جنگلی جانوروں کے آگے ڈال دیا جائے اور یہ خیال کیا گیا ہے کہ یہ خطوط اس شخص نے انطاکیہ سے روم کو جاتے وقت لکھے جب وہ سپاہیوں کی حراست میں ایک مجرم کے طور پر لیجایا جا رہا تھا۔ جیسا کہ حوالہ سے ظاہر ہے وہ اُن کے ظلم کی شکایت کرتا ہے۔ اور ان کا جنگلی درندوں سے مقابلہ کرتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ وہ اسقدر آزاد تھا کہ دوست اس کی ملاقات کو آتے ہیں وہ خطوط لکھتا ہے۔ جہاں جہاں سے وہ گذرتا ہے وہاں کے بشپ اور ڈیکن اور عیسائی اقوام کے وفد اس کے پاس آتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے مخلص وفادار دوست ہیں اور وہ دس چیتے کچھ دخل نہیں دیتے۔ نہ ان امور میں اسکی کچھ مخالفت کرتے ہیں۔ یہ ظالم وحشی درندے اُس کو وہی کام کرنے کی اجازت دیتے ہیں جنکی بنا پر اس پر موت کا حکم صادر کیا گیا ہے۔ اب یہ ساری کہانی اس قدر بیہودہ ہے کہ ایک انسان جو اپنی درائیت سے کچھ بھی کام لے کبھی اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ رومی سپاہیوں کی تاریخ خود اس کہانی کی تکذیب کرتی ہے اور خود ان چٹھیوں کو جھوٹا اور فرضی ٹھیراتی ہیں ؂

آئیرینیس جس کا زمانہ ۱۴۰ء اور ۲۰۲ء کے درمیان ہے رومیوں کے نام کے خط سے ایک فقرہ نقل کرتا ہے مگر یہ نہیں بتاتا کہ یہ فقرہ اس نے کہاں سے لیا۔ اس لیئے لارڈ نزغطہ کا خیال ہے کہ یہ فقرہ کہیں اور سے نہیں لیا گیا۔ آریجن تیسری صدی کے نصف میں دو دفعہ اگنیشس کا نام لے کر ذکر کرتا ہے اور رومیوں کے نام کے خط سے ایک فقرہ نقل کرتا ہے "مگر میری محبت صلیب دیگئی ہے" اور ایک فقرہ افیون کے نام کے خط سے نقل کرتا ہے" اس دنیا کے شاہزادہ سے مریم کا کنوارپن مخفی رکھا

گیا۔ یوسی بی ایس ان سات خطوط کا ذکر کرتا ہے جن کو اصلی سمجھا جاتا ہے۔ جس کی بڑی وجہ خود یہ ذکر ہے۔ وہ رومیوں کے خط سے کچھ نقل کرتا ہے۔ آئرینیس کا حوالہ دیتا ہے اور اس فقرہ کو نقل کرتا ہے جو پہلے اریجن نقل کرچکا ہے۔ اور چند الفاظ ایک جعلی انجیل کی بھی نقل کرتا ہے جو سمرنیوں کے نام کے خط میں ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ آخری حوالے کے سوائے باقی سب حوالے سریانی نسخہ سے ہیں۔ اور اس خط کا سریانی نسخہ دنیا میں کوئی موجود نہیں۔ اتھنیسیس سب سے پہلا مصنف ہے جو اگنیشس کی طرف ان تین خطوط کا کوئی فقرہ منسوب کرتا ہے جن کے سریانی نسخے ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ مگر وہ فقرہ سریانی نسخہ میں موجود نہیں اور یہ چوتھی صدی کے پچھلے حصّہ کا ذکر ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان خطوط کے بعض فقرے ہماری انجیلوں سے لیئے گئے ہیں۔ مگر یہ امر ایسا بالبداہت غلط ہے کہ اس پر بحث کی بھی ضرورت نہیں۔ مثال کے طور پر جو سب سے بڑا حوالہ پیش کیا جاتا ہے میں اُسے لیتا ہوں۔ یہ رومیوں کے نام کے خط کے چھٹے باب میں ہے۔

ور اس دُنیا کی ساری خوشیاں۔ اور اس زمانہ (یا زمین یا وقت) کی ساری سلطنتیں مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ میرے لیئے یہ بہتر ہے کہ یسوع مسیح کی خاطر مرجاؤں بہ نسبت اس کے کہ زمین کے سارے کناروں پر حکمرانی کروں۔ کیونکہ ایک انسان کو کیا فائدہ ہے کہ وہ ساری دنیا کو حاصل کرے۔ مگر اپنی رُوح کو کھودے۔ میں تو اُسی کو تلاش کرتا ہوں جو ہمارے لیئے مرا۔ میں اسی کو چاہتا ہوں جو ہماری خاطر دوبارہ اُٹھا۔ یہ وہ فائدہ ہے جو میرے لیئے رکھا گیا"۔

بہ ظاہر ہے کہ اس عبارت میں جو متی ۱٦: ۲٦ کا حوالہ ہے وہ بعد میں بڑھایا گیا ہے۔ لاطینی نُسخہ میں یہ مطلق نہیں پایا جاتا اور کیسلر کے مطابق سکندریہ کے تمطاؤس کی تصنیف میں یہ نہیں پایا جاتا اگر اس کو حذف کردیا جائے تو اس کے بغیر فقرہ پورا ہے۔ مفہوم صاف ہے اور عبارت بہتر ہے۔ اسکا بعد میں بڑھایا جانا صاف ہے۔ کسی ابتدائی زمانہ کے پڑھنے والے نے اس عبارت کو متی ۱٦: ۲٦ سے ملتا جلتا پاکر وہ فقرہ حاشیہ پر لکھدیا۔ اور آہستہ آہستہ اصل عبارت میں درج ہو گیا۔ اکثر محقق اسے زائد تسلیم کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں یہ عام دستور تھا کہ ایک عبارت میں کوئی فقرہ بڑھا دیا اور اس کا ثبوت سب سے بڑھ کر خود انہی خطوط سے ملتا ہے جن پر ہم یہاں بحث کررہے ہیں۔ اور گو میں ڈرتا ہوں کہ ناظرین کے لیئے ذیل کا طویل حوالہ باعث ملول ہو۔ مگر ایسے طریقوں پر غور

کر کے ہی ہم کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ ذیل کی عبارت سمرنیوں کے نام کے خط میں مختصر یونانی نسخہ کا تیسرا باب ہے +

"کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اپنے جی اُٹھنے کے بعد بھی وہ گوشت رکھتا تھا۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ ایسا ہی وہ اب بھی ہے۔ مثلاً جب وہ اُن کے پاس آیا جو پطرس کے ساتھ تھے۔ تو اُس نے اُن کو کہا پکڑو مجھے ہاتھ لگاؤ۔ اور دیکھو کہ میں رُوح بلا جسم نہیں ہوں۔ اور اُنھوں نے فوراً اُس کو چھوا اور یقین کیا اور اس کے گوشت اور روح دونوں کی وجہ سے قائل ہو گئے اسی وجہ سے وہ موت کو بھی حقارت کی نگہ سے دیکھتے تھے اور اُس کے فاتح بن گئے۔ اور اپنے جی اُٹھنے کے بعد اُس نے اُن کے ساتھ کھایا اور پیا۔ جیسے کہ وہ گوشت رکھتا تھا۔ گو وُہ رُوحانی طور پر باپ کے ساتھ مل چکا تھا"

یہ آسانی سے معلوم ہو جائے گا کہ اسی باب میں ہماری انجیلوں سے نہ کوئی فقرہ نقل کیا گیا ہے اور نہ ہی اُن کی طرف کوئی اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ بعض الفاظ یسوع کی طرف منسوب کرتا ہے۔ جو ہماری انجیلوں میں نہیں پائے جاتے۔ ان الفاظ پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔ یوسیبیس فقرہ کو نقل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ معلوم نہیں یہ کہاں سے لیا گیا ہے۔ جیرومی کہتا ہے کہ یہ فقرہ عبرانیوں کی انجیل میں پایا جاتا ہے۔ یہ انجیل نصرانیوں میں مروج تھی۔ اس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ اوریجن یہ فقرہ ایک ایسی تصنیف سے نقل کرتا ہے جو کلیسیا میں پہلے زمانہ میں مروج تھی۔ جس کا نام "پطرس کی تعلیم" ہے۔ یہ آگے چل کر ہم کو معلوم ہوگا۔ کہ ابتدائی زمانہ کے مصنف وضعی انجیلوں سے فقرے نقل کر دیتے تھے جو بعض حالات میں ہماری انجیلوں سے مختلف ہیں۔ بعض ان سے ملتے جلتے ہیں۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے +

طویل یونانی نسخہ میں وہی تیسرا باب یُوں چلتا ہے :۔

"اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایک جسم رکھتا تھا۔ جو صرف پیدا ہونے اور صلیب پانے تک نہ تھا مگر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وُہ اپنے جی اُٹھنے کے بعد بھی ایسا ہی تھا۔ اور یقین کرتا ہوں کہ وُہ اب بھی ایسا ہی ہے۔ مثلاً جب وہ ان لوگوں کے پاس آیا جو پطرس کے ساتھ تھے۔ تو اُس نے

اُنھیں کہا۔ پکڑو مجھے ہاتھ لگاؤ اور دیکھو کہ میں رُوح بلا جسم نہیں ہوں۔ کیونکہ رُوح گوشت

اور ہڈیاں نہیں رکھتی- جیسا کہ تم مجھے دیکھتے ہو- اور اُس نے تھوما کو کہا- ادھر اپنی انگلی کیلوں کے نشانوں کے اندر پہنچا- اور اپنا ہاتھ ادھر پہنچا اور اپنا ہاتھ میرے پہلو میں داخل کر- اور فوراً اُن کو یقین ہو گیا کہ وہ مسیح تھا- اس لیئے تھوما بھی اُسے کہتا ہے میرے آقا اور میرے خداوند- اور اس لیئے وُہ موت کو بھی حقیر سمجھنے لگے- کیونکہ یہ بہت تھوڑا تھا کہ کہا جائے ذلت اور کوڑے اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ بعد اس کے کہ اس نے اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کر دیا- واقعی وُہ اٹھ کھڑا ہوا ہے- اور صرف ظاہری صورت میں ہی نہیں وُہ پورے چالیس دن تک ان کے ساتھ کھاتا اور پیتا رہا- اور اس طرح وہ گوشت کے ساتھ ان کے دیکھتے دیکھتے اس کے پاس جا پہنچا جس نے اُسے بھیجا تھا- اور پھر اسی گوشت کے ساتھ شان وشوکت اور طاقت کو لیئے ہوئے دوبارہ آئے گا کیونکہ مقدس پیشگوئیاں کہتی ہیں کہ وہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان میں اُٹھایا گیا ہے- اسی طرح پر واپس آئے گا- جس طرح پر تم نے اُسے آسمان میں جاتے دیکھا ہے- لیکن اگر وہ کہیں کہ وہ دُنیا کے خاتمہ پر بغیر جسم کے آئے گا- تو وہ لوگ اس کو کس طرح دیکھیں گے جنھوں نے اسے چھویا تھا اور جب وہ اسے پہچانیں گے تب اپنے لیئے ماتم کریں گے- کیونکہ وہ ہستیاں جو جسم نہیں رکھتیں وہ شکل وصورت بھی نہیں رکھتیں- اور نہ صورت والے حیوان کی طرز اُن کی ہوتی ہے- کیونکہ ان کی بناوٹ خود ساختہ ہوتی ہے"۔

قارئین دیکھ لیں گے کہ اس عبارت میں کیا کیا فقرے بڑھائے گئے ہیں اور ان کے اندر ایسے فقرات داخل کیئے گئے ہیں جو ذیل کی عبارات سے ملتے جلتے ہیں- یعنی لوقا ۲۴: ۳۹- یوحنا ۲۰: ۲۷ و ۲۸- اعمال ۱: ۱۱- مکاشفات ۱: ۷- ذکریا ۱۲: ۱۰- اور استدلال مسیح کے جسم کے ساتھ جی اُٹھنے پر ہے- نہ ہی سریانی نسخہ اور نہ ہی مختصر یونانی نسخوں میں ہماری اناجیل کی موجودگی کی کوئی شہادت پائی جاتی ہے اس کے بالمقابل طویل یونانی نسخہ میں وہ فقرات نقل کرکے جو ہماری اناجیل میں پائے جاتے ہیں- کوئی ذکر اس بات کا نہیں کیا کہ ان فقرات کا ماخذ کیا ہے- نہ ہی ہماری اناجیل کا نام لیا ہے- اور ممکن ہے کہ وہ فقرات وضعی تحریروں سے لیئے گئے ہوں- یقیناً وہ بہت پچھلے زمانہ کے ہیں- اور خواہ وہ وضعی ہوں یا کسی شخص وگنیشس نام کے اصلی خطوط ہوں اُن سے تو اس بات کی کوئی تائید ہوتی ہے کہ جن واقعات کا اناجیل میں ذکر ہے وہ اُنکی قابل اعتبار شہادت ہیں- یا اسکی کہ اناجیل قابل اعتبار ہیں- نہ ہی اُن کے

مصنفوں کے سوال کا کوئی فیصلہ ہوتا ہے؟

چارلس ڈی گورہم اور مسیح

چند الفاظ مسیح کے کمال اخلاق کی نسبت یہاں لکھے جاتے ہیں۔ نہ اس خواہش سے کہ کتاب میں کوئی ایسا امر داخل ہو جس پر بحث کا سلسلہ چلے۔ بلکہ صرف اس خیال کی تردید کے لیے جو اکثر اوقات ظاہر کیا جاتا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر ایک دھندلا سا خیال بہت دلوں میں جاگزین ہے۔ کہ عیسائیت کا اخلاقی پہلو پورے طور پر اس کے چھوٹے چھوٹے اخلاقی فقروں سے ظاہر نہیں ہوتا جن کے متعلق اب یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ ان کی اصلیت کچھ نہیں بلکہ یہ کہ اس مذہب کی اصل حقیقت نے ایک ایسی شخصیت کے اندر شکل اختیار کی ہے جس کی اخلاقی عظمت کو دنیا میں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ انسانیت اور خدائی کے اس بے نظیر اور کامل اتحاد سے یسوع مسیح کا کمال اخلاق اس کے مذہب کی فوق الطاقت اصلیت کی بہترین شہادت ہے۔

یہاں اس قدر اشارہ کر دینا ناموزون نہیں کہ خود چاروں انجیلوں کی شہادت پر یہ نتیجہ قابل تسلیم نہیں ٹھیرتا۔ اگر ہم اس ہالہ کی جو روایات قومی نے یسوع مسیح کے سارے افعال اور اقوال کے گرد بنا دیا ہے پروا نہ کریں۔ تو معلوم ہو گا کہ وہ انسانی کمال کے بھی اعلےٰ سے اعلےٰ مراتب تک نہیں پہنچ سکے۔ پھر انصاف کی نگہ سے کس طرح انھیں خدائی کا حقدار ٹھیرایا جا سکتا ہے؟ اگر ہم الفاظ کے معمولی اور سادہ معنے لیں تو اناجیل کے مختلف فقرات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گھریلو زندگی کے قدرتی جذبات کی طرف سے وہ کسی قدر لاپروا تھے (دیکھو متی ۱۰: ۳۷۔ لوقا ۲: ۴۹ و ۸: ۱۱) بلکہ یہاں تک کہدیا کہ میں گھروں کے اندر فساد ڈلوانے آیا ہوں (متی ۱۰: ۳۴-۳۶) اور کہ کم از کم ایک موقعہ پر اُنھوں نے اپنی ماں کے ساتھ نامناسب سلوک کیا (یوحنا ۲: ۴) بہت دفعہ اُنھوں نے ایسے احکام دیئے جو بجائے حکیمانہ یا عملی ہونے کے زیادہ تر وہمی سے معلوم ہوتے ہیں اس کی مثالیں بھی دی جا سکتی ہیں۔ مثلاً بدی کے مقابلہ سے اس قدر گریز کرنا کہ جس سے ظلم دنیا میں بڑھے۔ یا مثلاً خیرات کے معاملہ میں بلا تمیز موقعہ زور دینا۔ اُنھوں نے ایک اپنے دوست کو

مرنے دیا۔ جب قصہ کے مطابق ان کو طاقت تھی کہ موت کی تکلیف ان پر وارد ہونے سے اسے بچا سکیں اور اس کی بہن کو ایک تلخ غم سے بچا سکیں اور پھر اپنے شاگردوں کو کہا کہ اس دوست کی بیماری مہلک ثابت نہ ہوگی۔ حالانکہ ان کو ضرور علم ہوگا کہ اس بیماری کا نتیجہ موت ہے (یوحنا) بعض وقت وہ مباحثہ میں اس قدر جوش میں آجاتے تھے کہ ایک موقعہ پر ان لوگوں کو جنکے متعلق یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اس کے اپنے پیروؤں میں تھے۔ یہ کہدیا کہ ان کا باپ خدا نہیں۔ بلکہ شیطان ہے۔ (یوحنا ۸: ۳۱ و ۴۴) +

اُن کو اس بات پر بھی ایمان تھا۔ جو بڑی نقصان دہ ثابت ہوئی ہے کہ جن بھی انسانوں پر متصرف ہو جاتے ہیں۔ انھوں نے دوزخ کا مسئلہ اس طرح پر بیان کیا جس سے طبیعت متنفر ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اپنے عام وعظوں کو کسی قدر تاریک کر دیتے تھے۔ تاکہ سُننے والے ان سے پورا فائدہ نہ اُٹھا سکیں۔ ایک بھی نقص کمال کے دعوے کو غلط ثابت کرنے کے لیئے کافی ہے مگر ہم نے یہاں چند نقصوں کا ذکر کیا ہے۔ اور اگر اناجیل کو صحیح تسلیم کیا جائے تو یہ نقص ایسے نہیں کہ انھیں خفیف اور معمولی سمجھا جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ کتابیں جن میں اُن واقعات کا ذکر ہے پوری قابل اعتبار نہ سمجھی جائیں۔ اور ممکن ہے ان کے اندر تغیرات راہ پا گئے ہوں۔ لیکن اگر اس بات کو درست مانا جائے تو پھر یہ دعوے کہ یہ کتابیں الہامی ہیں باطل ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس دعوے کو غلط مانا جائے تو پھر اس بات کی شہادت کیا رہ جاتی ہے کہ یسوع مسیح کی زندگی ایک خدائی اور فوق القدرت تحریر کی تھی۔ اس مسئلہ کی کیا وقعت باقی رہ سکتی ہے جو مشتبہ تحریروں کی بنیاد پر کامل انسانیت اور کامل خدائی ایک ایسے انسان کی طرف منسوب کرے جس نے خود انہی تحریروں کے مطابق نہ ایک کا ثبوت اپنے اندر دیا نہ دوسرے کا +

پھر کمال انسانی یہ چاہتا ہے کہ انسانی فطرت کے سارے قوٰے کا کامل نشو ونما ہو۔ خواہ وہ ذہنی قوٰے ہوں خواہ اخلاقی۔ اب اگر اخلاقی کمال کو خوش اعتقادی سے مان بھی لیا جائے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ قوائے ذہنی کے لحاظ سے بھی یسوع مسیح کامل ترین انسان تھا۔ پھر ایک اور بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ بالخصوص اس لیئے کہ اس دلیل کو ایک عیسائی مصنف نے بدھ کے کمال اخلاقی کی تردید میں استعمال کیا ہے۔ ایک انسانی زندگی کے جو تیس اور چالیس

سال کے درمیان تھے۔ حالات میں سے اناجیل اگر کچھ ذکر بھی کرتی ہیں تو صرف تین سال کے واقعات کا اور وہ بھی نامکمل طور پر۔ اس بات پر یقین کامل کرنے کی کیا وجوہات ہیں کہ اس زمانہ میں جس کی کوئی یادداشت باقی نہیں ملتی مسیح نے کوئی کمزوری نہ دکھائی تھی + یہ باتیں صرف یہ ظاہر کرنے کے لیئے لکھی گئی ہیں۔ کہ عیسائیت کی اخلاقی تعلیم کا صحیح اندازہ لگانے میں بانی مذہب کے متدعوبہ کمال کیرکٹر کو یوں ہی چھوڑا نہیں گیا +

اسلام و عیسائیت

اعتراف کی گردن خم ہوگئی

اسلام اور عیسائیت پر حال میں بمقام لندن ایک دلچسپ مباحثہ ہوا ہے۔ اس کی مختصر کیفیت کسی گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکی ہے۔ جلسہ کے صدر مسٹر اے یوسف علی سابق آئی سی۔ ایس تھے۔ مباحثہ کا افتتاح مسٹر سی۔ ایف رائڈر نے کیا۔ مسٹر موصوف نے دوران تقریر میں کہا۔ کہ "باشندگان انگلستان کو اپنی مادری تہذیب پر بہت ناز ہے۔ لیکن وہ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ اس تہذیب کا آفتاب یورپ کے مطلع پر حال ہی میں طلوع ہوا ہے تاریخ عالم میں نہ سہی۔ گذشتہ چند صدیوں میں یہ پہلا موقع ہے۔ کہ سرزمین ایشیا کو آسیائے یورپ کے دو پاٹوں کی رگڑ میں آنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس لیئے ہمارا سب سے پہلا فرض یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہم ایشیائیوں اور دنیا کی تمام رنگ دار اقوام کے مذہب سے واقفیت پیدا کریں اور بحیثیت ایک عیسائی کے مجھے اس کے کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے۔ کہ اسلام کے متعلق ایک ملک میں شدید غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے۔ عامۃ الناس اس سے قطعاً ناآشنا ہیں۔ اور حیرت ہے کہ وہ جہالت کی تاریکی سے پیچھا چھڑانے کے لیئے کوئی کوشش نہیں کر رہے ہیں"

ہم کو مسٹر موصوف کی اس رائے سے پورا اتفاق ہے۔ واقع میں اگر اہل یورپ اور بالخصوص اہل انگلستان ایشیائیوں اور خاص کر مسلمانوں کی اصلی حالت و حیثیت کو کماحقہ طور پر

پہچانیں اور ان کے جو احسانات مغربیوں پر ہیں۔ ان کو عمیق نگاہوں سے دیکھیں تو بہت سے بین الاقوامی تنازعات کا تصفیہ آسانی سے ہو سکتا ہے ×

انگلستان کے ماتحت دس کروڑ مسلمان آباد ہیں جن میں سے سات کروڑ صرف ہندوستان میں ہیں۔ اگر انگلستان کے باشندے ان کے جذبات و حسیات کا انصاف اور دلسوزی سے مطالعہ کریں اور ان کا احترام بھی کریں۔ تو دولت برطانیہ کی سطوت و صولت میں چار چاند لگ جائیں اور اس سلطنت کو وہ تقویت اور پیوستگی حاصل ہو جو اور کسی حکومت کو حاصل نہیں ہے لیکن حیف ہے کہ ظاہر پرست لوگ اس حقیقت سے آشنا نہیں ہیں اور اسکے نتائج اظہر من الشمس ہیں۔

مسٹر موصوف نے کہا۔ کہ "اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو عیسائیت سے بہت قریبی تعلق رکھتا ہے یہودی جناب مسیح کی نبوّت کے قائل نہیں ہیں۔ مگر مسلمان ان کو انبیاء اربعہ میں سے سمجھتے ہیں پس ایک ایسے مذہب کی اصلیت کو سمجھنا جو علاوہ اس قریبی تعلق کے برّاعظم افریقہ میں بڑی سرعت سے پھیلتا جاتا ہے۔ اور جس نے دُنیا کو ایک بے نظیر تہذیب بخشی ہے۔ ہر ایک انگریز کا فرض اوّلین ہونا چاہیئے۔ اس ملک (انگلستان) کے پیشوایانِ دین اس حقیقت پر غم کے آنسو بہایا کرتے ہیں کہ افریقہ میں اسلام بہ نسبت عیسائیت کے زیادہ سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ شائد وہ اس امر سے آگاہ نہیں ہیں۔ کہ اس سرعت رفتار کی وجہ اس کی سادگی میں مضمر ہے۔ کیونکہ عقائد اسلام عیسائیت کی نسبت بہت کم پیچیدہ ہیں۔ اس نے جو ضابطہ حیات انسانی کے لیئے بنی نوع انسان کو عطا کیا ہے وہ نہایت آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔ اور یہی ایک بڑی وجہ افریقہ میں اس کی سبک رفتاری کی ہے" ×

اسلام مفسّرینِ یورپ کی شہادت کا محتاج نہیں ہے۔ اس کے اصول و آئین کی عظمت سادگی جو خود بخود دلوں میں گھر کر لیتی ہے۔ اس کے دین الفطرۃ ہونے کی سب سے بڑی شہادۃ ہے۔ لیکن مسلمانوں کو شرم آنی چاہیئے کہ وہ اس چشمۂ آبِ زلال کو اپنی خود غرضی کی آلائشوں سے گدلا کر رہے ہیں۔ اور اپنے اعمال و افعال سے اسلام کا ایک ایسا نمونہ دُنیا کے روبرو پیش کر رہے ہیں جس کو دیکھ کر کوئی شخص ان شہادتوں پر یقین نہیں کر سکتا۔ مسلمان غور کریں کہ ایک نامسلم کس پیرایہ میں اسلام کی صداقت کو دُنیائے عیسائیت میں نمایاں کر رہا ہے جب وہ

بصد حسرت و افسوس کہتا ہے کہ "موجودہ جنگ میں ایک طرف تو یہ عقیدہ ہے کہ انسان اپنے ملک کے فایدے کے لیئے خواہ کتنا ہی زبون طرز عمل کیوں نہ اختیار کرے وہ ایسا کرنے میں بالکل حق بجانب ہے اور ایسے آدمیوں کی کمی نہیں ہے۔ جو اس اصول کی پیروی کا میلان رکھتے ہیں۔ لیکن کیا ایک فعل جو فطرةً خراب ہے۔ اِس وجہ سے اچھّا سمجھا جاتا ہے۔ کہ اس کا کرنیوالا ایک مدبّر سیاست ہے؟ کیا اِس سے بڑھ کر کوئی نظارہ قابل افسوس ہو سکتا ہے۔ کہ جنگ سے پیشتر ایک ملک (جرمنی) کے ماہران سیاست دُوسرے ملک کے ملازموں کو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرنے۔ حلف توڑنے اور رشوت لے کر اپنے ملک کے راز ہائے سربستہ کو طشت از بام کرنے کے لیئے ورغلا رہے تھے"۔

مسٹر رائڈر کا خیال ہے کہ اگر تمام اقوام عالم ایک دُوسرے کے مذہب اور فلسفہ کو سمجھنے کی اچھّی طرح کوشش کریں تو بین الاقوامی اخلاقیات کی ایک ایسی سکیم وضع کر سکتے ہیں جس سے اِس قسم کے منصوبوں کو خاک میں ملایا جا سکتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ سکیم بجز اسلام کے اور کیا ہو سکتی ہے۔ جو احکم الحاکمین نے تمام قوموں۔ تمام زبانوں اور تمام حالتوں کیلیے بنائی ہے۔

رائڈر صاحب کی تقریر کے بعد چنّد اور مقررین نے بھی تقریریں کیں۔ مسٹر اوڈ انل نے کہا۔ کہ بحیثیّت ایک کیتھولک عیسائی ہونے کے بہ نسبت پراٹسٹنٹوں کے ان کی ہمدردی اسلام کے ساتھ زیادہ ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں پراٹسٹنٹ مذہب کی نسبت اسلام کے اصُول و عقائد زیادہ قابل تعریف ہیں۔

مسٹر القری نے ایک سوال کے جواب میں بیان کیا۔ کہ اسلام نے محدود کثرت ازدواج کی اجازت ان بُرائیوں کو روکنے کے لیئے دی ہے۔ جو مسیحی ممالک میں عام طور پر پائی جاتی ہیں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اسلام ایک معقول و شائستہ مذہب ہے۔ اور ان قیود و پابندیوں کے لحاظ سے جو اسلام نے عائد کی ہیں۔ کثرت ازدواج کے اصول سے وہ تمام اقوام فائدہ اُٹھا سکتی ہیں۔ جن کے مردوں کی کثیر تعداد ضائع ہو رہی ہے۔ مسٹر موصوف نے اسلام سے انگلستان کے عیسائیوں کی عدم واقفیت پر اظہار افسوس کیا۔

مسٹر القری کے مشاہدہ کی نسبت ہم صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اسلام چونکہ آخری

دین فطری ہے۔ اور انسانی زندگی کی تمام منازل اور تمام ضرورتوں پر حاوی ہے۔ اِس لیئے اس کا ہر ایک اصُول خواہ وہ بادی النظر میں بعض اوقات کتنا ہی فضُول اور غیر ضروری معلوم ہوتا ہو" در اصل کسی نہ کسی حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ مسئلہ کثرت ازدواج اس کی ایک نمایاں مثال ہے جس پر نکتہ چین طبائع ہمیشہ معترض رہی ہیں۔ لیکن جس کی ضرورت اب پورے زور کے ساتھ محسوس ہو رہی ہے۔

مسٹر ڈڈلے رائیٹ نے اپنی تقریر میں بتلایا۔ کہ اسلام سے انگلستان کے عیسائیوں کی عدم واقفیت اس وقت تک برابر قائم رہے گی۔ جب تک کہ ان کی معلومات کا سرچشمہ متعصب عیسائی مصنفین ہیں اور جب تک وہ اسلامی تعلیمات کا علم حاصل کرنے کے لیئے اسلامی مصنفین کے افادات سے استفادہ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے +

پادری اے۔ گرہیم بارٹن نے کہا۔ کہ مہذب دُنیا اسلام کی ایک بڑی حد تک مرہون منت ہے۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک ایسے وقت میں مبعوث ہوئے جبکہ عیسائیوں کا کیتھولک فرقہ انحطاط کی منزلیں طے کر رہا تھا۔ پادری صاحب نے توقع ظاہر کی کہ تمام عیسائی اسلام کو بطور ایک عظیم الشان طاقت کے دیکھیں گے جو دُنیا کو نفع کثیر پہنچا رہی ہے۔ اسلام کے بغیر دُنیا اس قدر نیک اور اچھی نہیں ہو سکتی۔ جیسی کہ اب ہے +

ہماری دُعا ہے کہ پادری صاحب کی گردن اسلام کے آگے جھکی ہے۔ تو خدائے اسلام کے آگے اُن کی جبین بھی خاک آلود ہو جیسی کہ دُنیا کے تیس چالیس کروڑ انسانوں کی ہوتی ہے۔ اور اُن کا دل بھی رب العالمین کے حمد کے ترانے گائے۔ کہ اسلام زبان اور دل کی مکمل اطاعت چاہتا ہے۔

ووکنگ کے اسلامی مشن
کی
ششماہی رپورٹ

ذیل میں ہم ناظرین کرام کی توجہ کے لیئے اس رپورٹ کو درج کرتے ہیں جس میں ووکنگ کے اسلامی مشن کی صرف ایک ہفتہ کا کام دکھایا گیا ہے۔ یعنی خرچ مہمانداری اور جو ابھی ہمیں مولینا مولوی صدرالدین

صاحب امام مسجد ووکنگ کی طرف سے موصول ہوئی ہے "

" اشاعت اسلام کا کام جس قدر اہم تھا۔ اسی قدر اس کی طرف سے مسلمان ابتک غافل ہیں اس غفلت کی ایک وجہ تو وہی مسلمانوں کی عام حالت خوابیدگی ہے جو ان کے سب کاموں میں پائی جاتی ہے۔ ان کو اپنی قومی زندگی کا اصلی احساس باقی نہیں رہا الا ماشاء اللہ اور نہ کبھی وہ اسطرف متوجہ ہونا پسند کرتے ہیں۔ کہ وہ حالت جس کو موت کے نام سے تعبیر کرنا چاہیئے کس طرح روز بروز انپر اپنا اثر ڈالتی جا رہی ہے۔ زبان سے بے شک سب کچھ بننے کے مدعی ہیں۔ مگر عملی حالت نہایت گری ہوئی ہے۔ اس بات پر تو لڑنے مرنے کو تیار ہیں کہ کوئی شخص قرآن کریم کے ایک لفظ یا حرف کے بھی منجانب اللہ ہونے اور انسان کے لئے باعث فلاح ہونے سے انکار کرے۔ لیکن عمل دیکھو تو قرآن کے کیثر حصہ پر ایمان نظر نہیں آتا۔ بہرحال یہ بھی ایک مبارک علامت ہے کہ وہ مُنہ سے قرآن کریم کے پاک ارشادات کو اپنے لیئے نجات اخروی ہی نہیں بلکہ فلاح دنیوی کا بھی اصل ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ جس بنیاد پر ایک عظیم الشان عمارت کھڑی ہو سکتی ہے وہ ابھی قائم ہے۔ اور ضرورت ہر تھوڑی سی توجہ اور تھوڑی سی کوشش کی۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ جو کچھ مونہہ سے کہا جاتا ہے اس پر عمل کر کے دکھایا جائے۔ یہ تو ایک پہلو غفلت کا ہے۔ لیکن ایک اور بڑی وجہ کم توجہی کی آج بھی ہو گئی ہے کہ اشاعت اسلام کی تحریک کو کچھ لوگوں نے مشغلہ بنا رکھا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ رضی اللہ عنہم۔ اس اُمّت کے آئمہ اور اولیائے کرام کی زندگیاں اس بات پر شاہد ہیں کہ اشاعت اسلام کے کام کے اہل وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو پہلے نہ صرف اپنے مال و جان کو خدا کی راہ میں یعنی اشاعت اسلام کے لیئے قربان کرنے کے لیئے تیار ہو چکے ہوں۔ بلکہ واقعی طور پر اس کوچہ میں قدم رکھ کر اپنی اہلیت کا ثبوت بھی دے چکے ہوں۔ لیکن آئے دن جو تحریکات پیدا ہوتی اور مٹ جاتی ہے ان کی وجہ سوائے اس کے کیا ہے کہ محرکین اس کام کی اہمیت پر پہلے غور نہیں کرتے اور نہ شاید خود اس قدر قربانی کرنے کے لیئے تیار ہو چکے ہوتے ہیں جس کی ضرورت اس کام کے لیئے ہے

ان اور بعض اور وجوہ سے مسلمان اس وقت اپنے دین کی تبلیغ کے کام میں سب قوموں سے پیچھے رہے ہوئے ہیں۔ وہ جن کو امام اور پیشرو بنایا گیا تھا لتکونوا شہداء علی الناس۔ وہ جن کو دُنیا کی سب سے افضل قوم قرار دیا گیا تھا۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ وہ آج اپنے فرض

سے عملاً اس قدر غافل ہیں کہ اس جد و جہد میں جو قومی زندگی کے لیئے ہے۔ نہ صرف سب سے پیچھے ہی ہیں بلکہ اس قدر پیچھے ہیں کہ دُنیا کی پیشروی اور امامت کے منصب کا خیال بھی اُن کے دل میں پیدا نہیں ہوتا۔ کاش کم از کم اس غرض کو تو نہ بھلا دیا ہوتا اور اس قدر ہمت تو نہ ہاردی ہوتی کہ اُٹھنے کی اُمنگ بھی جاتی رہتی۔ غور کے قابل بات ہے کہ اگر ووکنگ کے اسلامی مشن کو صرف ہندوستان کی کوشش کا ہی نتیجہ قرار دیا جائے تو چھ کروڑ مسلمانوں کا اس کو موجودہ حالت میں چھوڑنا۔ کہ اسکی زندگی کا انحصار صرف اس بات پر ہو کہ ایک شخص جو اپنے دل اور دماغ کو غیرمسلموں پر خرچ کر کے اُن کو اسلام کی طرف لا سکتا ہے۔ صرف مسلمانوں کو بیدار کرنے پر لگا رہے۔ کیسا قابل افسوس امر ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ جو لوگ اس بات کے اہل ثابت ہو چکے ہیں کہ وہ اسلام کے پاک چہرہ کی اصلی خوبصورتی لوگوں کو دکھا کر اُن کو اسلام کا شیدا بنا سکتے ہیں۔ انھیں اور دھندوں سے بالکل فارغ کر دیا جاتا۔ مگر جب تک کچھ اور لوگ ایسے پیدا نہ ہو جائیں جو اخراجات مشن کا فکر اسی طرح رکھتے ہوں جس طرح اپنے ذاتی اخراجات کا فکر ایک ہی آدمی کو کئی کام کرنے پڑتے ہیں ؎

جو کچھ کام اس وقت تک ووکنگ مشن میں ہو چکا ہے۔ بلحاظ اس کوشش کے جو اُس کے لیئے کیگئی ہے ایک عظیم الشان کامیابی ہے لیکن اس کام کو سامنے رکھکر جو ابھی ہم نے کرنا ہے۔ وہ ابھی کچھ بھی نہیں۔ اس وقت کی تیاری کے لیئے جب اس چھوٹے سے پودے کی شاخیں دور دور کے ملکوں میں پھیل جائیں۔ ہمیں ایک بڑا وسیع لٹریچر تیار کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لیئے ضرورت ہے کہ کئی آدمیوں کے دل اور دماغ محض اس لٹریچر کے پیدا کرنے پر لگے رہیں۔ اور پھر ایک حد تک اس لٹریچر کی وقت اشاعت کا انتظام بھی ہونا ضروری ہے۔ ایسے آدمیوں کا پیدا ہونا پھر ان کو یہ توفیق ملنا کہ وہ اپنی قوتوں کو بجائے اور اشغال کے اس کام پر لگا دیں محض اللہ تعالی کے فضل پر موقوف ہے۔ لیکن جس قدر آدمی بھی اس وقت کام کرنے والے ہیں۔ اُن کے محض اسطرف لگا رہنے کے لیئے یہ ضروری ہے کہ کچھ لوگ ایسے پیدا ہو جائیں جو نہ صرف اپنے اموال میں سے ہی ایک معیّن حصّہ اس کام پر خرچ کرنے والے ہوں۔ بلکہ دُوسروں کو بھی بیدار کرنے والے ہوں کہ وہ اس کام میں حصّہ لیں۔ اکثر لوگ جو کچھ اشاعت اسلام کے لیئے دیتے بھی ہیں تو تھوڑا دے کر ہاتھ روک لیتے ہیں۔ واعطے قلیلاً واکدی کا مصداق اپنے آپ کو بنا دیتے ہیں۔ حالانکہ چاہیئے تھا

کہ جس قدر کام ترقی کر رہا ہے اُسی قدر بالمقابل اس کے لیئے سامان کے فراہمی کی کوشش کو بھی بڑھایا جاتا۔ ناظرین رسالہ رپورٹ کو پڑھ کر دیکھ سکتے ہیں کہ کس قدر اخراجات صرف مہمانداری کے ہیں۔ اور یہ محض اخراجات مشن کی ایک چھوٹی سی شاخ ہے۔ اگر رسالہ کے خریداروں میں سے جن کو اس کام کے حالات سے اطلاع ہے ایک سو آدمی بھی یہ تہیہ کر لے کہ وہ اس اسلامی مشن کے واسطے فنڈ مہیا کرنے کے لیئے کمربستہ ہو جائیں تو مشن کے مہتمم ادھر سے فارغ البال ہو کر کلیتہ دوسرے کام میں لگ سکتے ہیں ٭

مولٰنا مولوی صدرالدین صاحب کی چٹھی سے یہ بھی واضح ہوگا۔ کہ مولوی صاحب موصوف اب واپس تشریف لاتے ہیں اور اسی غرض کے لیئے جناب خواجہ کمال الدین صاحب ستمبر کے پہلے ہفتہ میں ولایت تشریف لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان ہر دو صاحبوں کا حافظ و ناصر ہو جناب خواجہ صاحب کی غیر حاضری میں مولوی صدرالدین صاحب نے کام کو کس قابلیت سے چلایا ہے وہ اس سے عیاں ہے کہ چالیس پچاس نومسلموں سے ڈیڑھ سو تک نومسلموں کی تعداد اس اثناء میں پہنچ گئی ہے۔ اور بعض سالم کے سالم خاندان مسلمان ہو چکے ہیں۔ گویا خواجہ صاحب اپنی واپسی پر کام کو چہار چند پائیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ اب ہم ذیل میں مولوی صدرالدین صاحب کی چٹھی درج کرتے ہیں" ٭ (ایڈیٹر اشاعت اسلام)

مسجد ووکنگ کی تازہ ڈاک

(انگلستان میں اشاعت اسلام۔)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ⁂ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مخدومی مکرمی معظمی سلّمکم اللہ تعالےٰ۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔ یہ شاید آخری چٹھی ہے جو میں یہاں سے جناب کی خدمت میں لکھتا ہوں عید الفطر قریب آرہی ہے۔ اس مبارک دن کے بعد میں غالباً اپنی واپسی کی طیاری کر دوں گا۔ یہ پانچویں عید ہوگی۔ جو میرے ایام قیام میں مجھے یہاں نصیب ہوگی۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالےٰ نے مسجد شاہجہان ووکنگ میں پہلی نماز عید اور

میرے مقدر میں رکھا تھا اور اس کے بعد متواتر پانچویں عید ہوگی جس کی خوشی مجھے انشاء اللہ
میسر آئے گی۔ میں اپنی واپسی میں اپنے اندر بڑا سرور پاتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے میرے زمانہ قیام میں
یہاں بہت سے پہلوؤں سے ترقی کے سامان بہم پہنچائے۔ جہاں تک میں اس میں اپنی کوشش کا حصہ
دیکھتا ہوں۔ وہ بہت ہی کم ہے۔ جہاں تک میں اپنی استعداد پر نظر ڈالتا ہوں وہ بہت ہی تھوڑی
ہے۔ اس لیئے میں تو کسی تعریف کا مستحق نہیں۔ اللہ تعالےٰ بڑی حمد کا مستحق ہے جس نے محض ذرہ نوازی
سے اس کام کو جو اس کا اپنا ہے فروغ دیا۔ اور میرے وہم و گمان میں بھی یہ رنگ نہ تھا جو اس نے
جما دیا۔ اب ہم سب مسلمانوں کی متفقہ کوشش کا ہے۔ اس باغ کی آبیاری کے لیئے جس میں
ڈیڑھ سو کے لگ بھگ پود اگ چکا ہے۔ علاوہ ازیں سرزمین انگلستان میں چونکہ علم و تہذیب
موجود ہے۔ اور تمام نہیں تو اکثر لوگ آزاد دل و دماغ رکھتے ہیں۔ جو معقولیت پسند ہیں۔ اس لیئے
اسلام جو فطری مذہب ہے۔ اسلام جس کے معقول ہونے کے متعلق حضرت رسول کریم صلے اللہ
علیہ وسلم نے علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی کا اعلان فرمایا۔ اسلام جس کے خدا کو بار بار الحکیم بیان فرمایا
اور خاتم الکتب کو الفرقان اور الحکیم کے ناموں سے مکرر یاد فرمایا کیوں یہ مذہب اس مہذب اور
معقول طبقہ کے مقبول نہ ہو۔ عیسائیت کی الجھن تو کوئی سلجھا نہیں سکتا۔ ایک بچہ بھی ایسی تعلیم کا
دشمن ہو جاتا ہے۔ جو تلقین کرتی ہو کہ تین برابر ایک ہوتے ہیں اور ایک برابر تین کے ہوتے ہیں یا
کسی کا سر پھوڑ دینے سے تمام دنیا کے گناہ مٹ جاتے ہیں تو پڑھے لکھے لوگ کیسے ان اصولوں
کے پابند ہوں۔ میں سمجھتا ہوں پادری صاحبان کی ایسی تلقینوں نے یہاں کے لوگوں کو اسلام
کی تعلیم کے لیئے تیار کر رکھا ہے۔ اور کثرت سے ایسے لوگ یہاں ہیں جو مسلمان ہیں پر جانتے
نہیں کہ اسلام دنیا میں کوئی مذہب ہے اور وہ فطرت انسانی کے مطابق اور عقل خداداد کے
موافق ہے۔ لفظ اسلام سے تو وہ واقف ہیں۔ لیکن اس کے معنی ان کے ہاں حضرت رسول کریم
صلعم کی بُرائی زیادہ بیان کرنا وحشی طرز و طریق کا عادی ہونا ہے۔ ایسے لوگوں سے جب کبھی گفتگو
کا موقعہ ہوتا ہے۔ تو بڑے امید افزا انکشافات ہوتے ہیں۔ اور ان کو خود حیرت ہوتی ہے کہ اسلام
ان کے فطری خیالات کا فوٹو ہے۔ اور کیوں دغاباز لوگوں نے اسلام کو ایک گھنونی شکل میں پیش کیا
پچھلے ہفتہ مجھے اکثر باہر رہنا پڑا۔ کئی مرد اور خواتین سے گفتگو کا موقع ملا۔ ان میں سے اکثر عیسائیت

سے بیزار اور انجانے اسلام کے قائل تھے۔ بعض اوقات ان حالات کو دیکھ کر اپنے اوپر افسوس آتا ہے کہ ہم اس وقت اتنا بھی تو نہیں کرسکتے کہ وہ لوگ جو بالکل اسلام کے قریب آئے ہوئے ہیں اُن کو اسلام کی ندا پہنچانے کا انتظام کردیں۔ میں جمیع مسلمانانِ ہند کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں۔ کہ اس طرف ضرور توجہ کریں۔ آپ بہت جلد قلوب پر اپنا تسلط جما سکتے ہیں تبلیغ اسلام کا کام آپ کے آباؤ اجداد کا مایۂ ناز تھا۔ اسی سے انھوں نے ترقیاں کیں۔ اسی سے انھوں نے دوسری اقوام سے سچی ہمدردی کی۔ اسی سے انھوں نے ہمیشہ کے لیئے بہت سے ممالک کو مرہون منت کرلیا اب وقت ہے آپ لوگ اس طرف توجہ کریں اور بڑے زور سے کریں۔ اس جزیرہ میں آپ کی الٰہی کوشش کے لیئے بہت بڑا میدان ہے۔ میں اس چٹھی کے ساتھ ایک نقشہ شامل کرتا ہوں۔ جو جناب کو پتہ دے گا۔ کہ اس ششماہی میں قریباً تین ہزار آدمی نے ہمارے ہاں کھانا کھایا۔ آیبر) ہندی انگریزی مسلم اور غیر مسلم۔ ایرانی۔ مصری اور بعض دوسرے یورپی اقوام کے زائرین تھے اس سے نہ صرف آپ کو اس امر کا اندازہ لگانے کا موقعہ ملتا ہے کہ مسجد شاہجہان ووکنگ کو کس قدر خدائے تعالےٰ نے مقبولیت بخشی ہے۔ مسجد جب نمازیوں سے پُر ہو جاتی ہے تو بے اختیار خدا تعالےٰ کی تقدیس تسبیح کرنی پڑتی ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے درود زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس امر کا بھی کہ یہ مشن کس نہج پر چل رہا ہے۔ اور کس قدر بڑھتے ہوئے اخراجات کا اس کو انتظام کرنا پڑتا ہے +

آخر میں ایک شخص کے اسلام قبول کرنے کی خبر بھی ابلاغ خدمت کرتا ہوں۔ یہ بزرگ نائیجیریا کے ہیں۔ بڑے اخلاص سے اُنھوں نے اپنے اسلام کا اعلان بھیجا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن کا اسلام قبول کرے اور ان کو استقامت عطا فرمائے۔ ان کا اسلامی نام مسٹر ہارون سمتھ ہوگا۔ اللھم زدفزد۔ والسلام

نقشہ ششماہی اوّل بابت لنگر خانہ مسجد ووکنگ

جس سے معلوم ہوتا ہے کس قدر لوگوں نے یہاں کھانا تناول فرمایا

(از ابتدائے جنوری ۱۹۱۶ء لغایت ۳۰ جون ۱۹۱۶ء)

نام ماہ	بوقت صبح	بوقت دوپہر	بوقت شام چاء	رات کا کھانا	رات کو شب باش ہوئے	تعداد مردمان جو ایتوار کے دن جمع ہوئے
جنوری سنہ ۱۹۱۶ء	۶۰	۸۰	۱۸۲	۲۰۰	۶۱	۱۳۵
فروری سنہ ۱۹۱۶ء	۲۷	۴۵	۱۱۸	۱۳۱	۲۷	۱۳۰
مارچ سنہ ۱۹۱۶ء	۳۱	۶۰	۱۶۴	۱۷۹	۳۱	۱۵۰
اپریل سنہ ۱۹۱۶ء	۵۹	۹۷	۲۲۵	۲۴۱	۵۹	۱۸۰
مئی سنہ ۱۹۱۶ء	۶۴	۱۱۹	۲۳۴	۲۵۳	۶۴	۱۵۵
جون سنہ ۱۹۱۶ء	۴۸	۵۵	۱۵۵	۱[illegible]۴	۴۸	۱۴۴
کل میزان	۲۸۹	۴۵۶	۱۰۷۸	۱۱۶۸	۲۸۰	۸۹۴

کل تعداد مردمان جنھوں نے کھانا کھایا ۱۵۹۰ ہے - صدرالدین امام مسجد ووکنگ

عورت کی حالت مختلف مذہبی اور تمدنی قوانین کے ماتحت

نمبر ۲

(از قدوائی)

مختلف مذاہب کے قوانین کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت ایک مدت مدید تک ذلت کی حالت میں رہی - دنیا کے چار ممتاز مذاہب میں سے جن سے مراد بدھ یہودی عیسائی اور اسلام کا مذہب ہے - مؤخر الذکر نے ہی جو خاتم المذاہب تھا عورت کی عزت اور مساوات کے حقوق دیئے +

(بدھ مذہب)

بدھ مذہب کی تعلیم اخلاقی حیثیت سے نہایت ہی اعلےٰ پایہ کی تعلیم ہے - لیکن باوجود تخیل اور اخلاق کی بلندی کے عورت کے حق میں جو کچھ بھی کہا نامناسب کہا - مہاتما بدھ جو کہ بدھ مذہب کے بانی ہیں اور جنھیں کمالات انسانی کا ایک اکمل ترین نمونہ بتایا جاتا ہے

اُنھوں نے بھی حصول کمال اور زن و شوہر کے تعلقات میں اتنا بُعد اور تناقض دیکھا کہ اپنی بیبیوں تک سے تعلق قطع کر دیا۔ بجائے اس کے کہ عورت کو ان کمالات انسانی کے حصول میں ممد بلکہ اُسکو اور ذرائع کی طرح ایک ذریعہ تصوّر کیا جاتا۔ برخلاف اس کے ان کے تعلقات کو ایسی زندگی کے لیئے روک اور ان کے میل جول کو اس کے لیئے سم قاتل سمجھا گیا۔ عورت کو نزدان حاصل ہو جاوے۔ اس کا تو کیا امکان اس بیچاری سے تعلق رکھ کر مرد بھی نجات اور فلاح کے دروازوں کو اپنے اُوپر بند کر لیتے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ بدھ اور عیسائی مذہب دونوں کے بانی ایک اعجازی رنگ میں پیدا ہوئے۔ ان کی بابت دعوے ہے کہ ان کی ولادت میں مرد کا کوئی حصّہ نہ تھا۔ عورت ہی اُن کے کمالات کا باعث ہوئی۔ اور پھر انہی دونوں مذاہب میں ہم دیکھتے ہیں کہ عورت کے حقوق کو نہایت ہی بے پرواہی سے نظر انداز کیا گیا ہے۔ عورت بلا شرکت مرد انکی ملاوٹ کا باعث ہوئی اور اُن میں امتیازی کیفیات اور کمالات پیدا کر دیں۔ اب چاہیئے تو یہ تھا کہ یہی امر ان کے اعزاز اور احترام کا سبب ٹھیرتا۔ لیکن ہم ان دونوں مذاہب کا طرزِ عمل اُس کے برخلاف پاتے ہیں۔ مہا مایا اور مریم کو ایک گونہ شرف اور اعزاز دیا گیا لیکن یہ احترام اُن کی ذات تک محدود رہا جنس عورت وہی ذلیل کی ذلیل رہی۔ تجرّد کی تعلیم دونوں نے دی۔ تمثیلی رنگ میں بدھ اور عیسائی مذہب کو پرانی مشرک اقوام سے ایک شباہت اور نسبت ہے اور وہ اس بات میں کہ ان اقوام کے دیوتا سب کے سب عورتیں ہی تھیں ایک طرف تو عورت کو ایک گونہ معبودیت کا شرف دے رکھا تھا۔ اور دُوسری جانب عورت کو اتنا ذلیل کہ جہاں قربانی کی ضرورت پڑتی عورتوں اور لڑکیوں کو سامنے کر دیا۔ یہی حالت ان مذاہب کی ہے۔ ایک طرف تو بدھ اور مسیح کی والدہ کو کمال درجہ کا اکرام دے رکھا ہے اور دُوسری طرف ان کی جنس سے اتنی نفرت اور اجتناب کی تعلیم دی ہے کہ خدا کی پناہ۔

مہاتما بدھ کی شخصیت ایک اعلےٰ زندگی کا نمونہ تھی۔ اس کی زندگی میں ایک خاص تاثیری رنگ تھا۔ اس کا مشن بہت ہی وسیع تھا۔ لیکن اُنھوں نے مسیح سے بھی عورتوں کے حقوق کو نظر انداز کرنے میں ایک قدم آگے رکھا۔ حضرت مسیح تو ابتدا سے مجرد رہے مہاتما نے اپنی منکوحہ بیبیوں کو بھی خیرباد کہا۔ برہمنوں کے اصوُل کے برخلاف بڑے استقلال اور

تن دہی سے اُنھوں نے جہاد کیا اور مساوات کی تعلیم دی۔ لیکن اس مساوات کو مردوں تک محدود رکھا۔ عورتوں کو اس سے قطعاً محروم کر دیا۔ یہاں تک کہ جب ان کے ایک شاگرد انندا نے ان سے سوال کیا۔ کہ مہاتما ہم عورتوں سے کیسا برتاؤ رکھیں تو جواب میں کہا کہ انندا اُنھیں دیکھو تک نہیں۔ جب ان سے دوبارہ استفسار کیا کہ جو اتفاقاً نظر پڑ جاوے تو جواب میں فرمایا کہ چوکنے رہو۔ نظر پڑنے ہی نہ پاوے +

ان کے اور منقولات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورت کے تعلقات کو وہ ناپاک سمجھتے۔ ان کے نزدیک عورت اور مرد کے تعلقات شہوانی بناء کے ورے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ اس لیئے اُن سے مطلق احتراز کی تعلیم رہی اور اس پر بہت زور دیا چنانچہ ان کے منقولات میں مفصلہ ذیل واقعہ درج ہے:۔

بھکھس بدھا کے پاس آیا اور سوال کیا۔ کہ آپ ان شرمانوں کے لیئے جنھوں نے دُنیا کو ترک کر دیا ہو۔ عورتوں کے بارہ میں کیا حکم دیتے ہیں۔ اُنھوں نے فرمایا کہ عورتوں کو دیکھنے سے احتراز کرو۔ اگر کہیں تمھاری نظر پڑ بھی جاوے تو اس درجہ کی بے اعتنائی کا اظہار کرو کہ گویا تم نے دیکھا ہی نہیں۔ اگر کہیں اُن سے بات چیت کا اتفاق ہو بھی جاوے تو شرمان کو چاہیئے کہ ہر حالت میں اس پھول کی مانند پاکیزہ رہے۔ جو مٹی سے اُگتا ہے۔ لیکن مٹی کی گندگیوں سے منزہ ہوتا ہے۔ اگر عورت بڑھیا ہو تو اُسے اپنی والدہ سمجھے۔ اگر جوان ہو تو ہمشیرہ تصور کرے۔ اگر چھوٹی ہو تو اُسے اپنا بچہ جانے شرمان نے جونہی عورت کو عورت کر کے چھُوا یا اُس سے اس حیثیت میں کسی قسم کا تعلق رکھا اُس نے اپنے عہد کو توڑ دیا۔ اور ساکھی منی کے چیلوں میں سے خارج ہو گیا۔ شہوت کی حکومت انسان پر نہایت ہی زبردست ہے۔ اس کے مقابلہ میں راسخ عہد کی کمان اُٹھالو اور عقل کے تیر سے اُس کا مقابلہ کرو۔ پاکیزہ تخیل کو اپنا خود بنالو اور پکے ارادہ سے اپنے حواس خمسہ کے برخلاف جہاد کرو۔ بدنظری سے بہتر ہے کہ تُمھاری آنکھ اندھی ہو۔ تمھارے لیئے جلاد کی تلوار اور شیر کے مُنہ کے سامنے جانا بہتر ہے اس سے کہ تم کسی عورت سے تعلق رکھو۔ عورت اپنے سنگار دکھاتی ہے۔ انداز اور میٹھی باتوں سے اپنا جال پھیلاتی ہے

لوگوں کے دلوں کو لبھاتی اور اُن پر قبضہ کرتی ہے۔ پس چاہیئے کہ تم ان سے بچو۔ ان کے آنسو تمہارے دشمن ہیں ان کی ہنسی زہر ہے۔ ان کے ناز و انداز جال کی رسیاں ہیں جن سے وُہ تمھیں پھانسنا چاہتی ہیں پس میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے دل پہ قابو رکھو اپنے خواہشات کی باگ اپنے ہاتھ سے جانے نہ دو۔

پروفیسر ویسٹر مارگ صاحب اپنی ایک تصنیف میں فرماتے ہیں کہ ایک بدھ مذہب کے پیرو کے نزدیک تمام امتحانوں سے مشکل امر تمام ابتلاؤں سے اشد ابتلا وہ جال ہے جو عورتیں پھیلاتی ہیں کیونکہ عورتوں میں دلبستگی کے وہ تمام اسباب موجود ہیں۔ جو کہ دُنیاوی لوگوں کی فریفتگی کا باعث ہوتے ہیں۔ غالباً بدھ کے نزدیک عورت کی حیثیت میں پیدا ہونا ایسی ہی بدقسمتی کا نشان ہے جیسے برہمن کے خیال میں شودر پیدا ہونا۔ شودر اور برہمن کا جہاں سوال پیدا ہُوا۔ وہاں اس نے مساوات کی تعلیم دی۔ جہاں برہمن کے لیئے یہ ضروری سمجھا جاتا تھا کہ وہ برہمن کے ہاں پیدا ہو وہاں بدھ نے یہ تعلیم دی۔ کہ نہیں مذہبی معلم کسی حیثیت کا انسان ہو۔ جُونہی تعلیم حاصل کی قابل ہُوا۔ تب ہی برہمن بننے کا حقدار ٹھیر گیا۔ لیکن جہاں ہندو مذہب نے شادی کو لازمی ٹھیرایا وہاں بُدھ مذہب نے تجرّد اور رہبانیّت کی تعلیم دی۔ لیکن انسانی فطرت بدھ کے ہاتھ میں نہ تھی۔ شادی فطرت کا ایک تقاضا ہے۔ تجرّد ایک غیر فطری امر تھا۔ جس کا بوجھ ساکھی منی نے اپنے پیرووں پر ڈالا۔ اس بوجھ کے لوگ دیر تک متحمّل نہ رہ سکے۔ اور اب بدھ مذہب کے اکثر پیرو برخلاف اپنے مہاتما کے پُرزور حکم کے شادیاں کرتے اور تمدّنی بسر کرتے ہیں۔ گویا کہ ایک گونہ اپنے مہاتما سے بڑھ کر قدم مارتے ہیں۔ کہ وہ تو اپنی نجات کو محال سمجھتے تھے۔ جب تک کہ عورت کے تعلّقات سے کٹ نہ گئے۔ اور یہ لوگ جو اُن کے پیرو ہیں باوجود تزوّج اور خانہ داری کے نروان تک پہنچ جاتے ہیں۔ یا کم از کم اس کے امکان کے قائل ہیں +

(ب) یہودیت اور عورت کی حالت

عورت ہونا ہی ایک بڑی ذلّت ہے۔ یہ قول ہے جو مسٹر روڈول برنیوں کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے کا یہودی اپنی روزمرّہ کی دعاؤں میں کہتا ہے۔ شکر ہے اے اللہ کہ تو نے مجھے عورت نہیں بنایا +

حضرت موسیٰ تشریعی نبیوں میں ایک اعلےٰ پایۂ کے نبی تھے۔ لیکن عورتوں کو آزادی نہ دے سکے اسرائیلیوں کے نزدیک عورت کی قسم اور معاہدوں کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ جب تک والدین کی اجازت اور مرضی ان کے ساتھ نہ ہوتی۔ اُن کی منّتیں اور نذریں بھی رائگان سمجھی جاتی تھیں (استثنا باب ۳۰ آیت ۲) عورت کو ناپاک خیال کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت سلیمان نے فرعون کی لڑکی کو داؤد کے شہر سے یہ کہکر نکال دیا کہ میری بیوی اسرائیلیوں کے بادشاہ داؤد کے گھر میں ہرگز نہ رہنے پاوے گی۔ کیونکہ اس میں خدا کا تحمل اثر تھا (دیکھو تواریخ)

پھر اناجیل نے عورت کی بابت جس خیال کو تورات سے اخذ کیا ہے۔ وہ بھی نہایت ہی ذلیل خیال ہے۔ پہلی عورت کی پیدائش مرد کی پسلیوں سے ہوئی۔ پھر وہی عورت مرد کے ہبوط کا باعث ہوئی۔ اُس نے ممنوع پھل توڑا۔ اُسے کھایا۔ آدم کے پیش کیا۔ اُس نے بھی عقل و شعور کے پھل سے کھایا۔ اور اس رنگ میں انسان کے گناہ کی ابتداء عورت ہی سے ہوئی۔ ان کا گمان ہے۔ ہماری تمام مصایب ہمارے تمام دُکھ۔ تمام اشکال اور مشقّتیں ہماری والدہ یعنی حوّا سے ورثہ میں ملیں۔ اگر وہ باعث نہ ٹھیرتی تو آدم کبھی جنّت سے نہ نکالا جاتا۔ اگر وہ ممنوع پھل کو نہ کھاتی تو فطری گناہ کی مہر انسان کے ماتھے پر کبھی نہ لگتی۔ اگر اس قصّہ کو اسی رنگ میں سچا مانا جاوے جس رنگ میں اسے بیان کیا گیا ہے۔ تو واقعی کوئی وجہ نہیں کہ کیوں عورت کو کوئی عزّت دی جاوے۔ عورت کی ضمیر خود چاہے کہ اسے ملامت کرے اور ماخوذ ٹھیراوے۔ کیونکہ اس نے بڑا گناہ کیا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ تمام بنی نوع کے ابدی گناہ اور نتیجۃً دُکھ کا باعث ہوئی۔ ان واقعات کے ماتحت کوئی تعجب کا مقام نہیں کہ تورات کے قوانین میں عورت کے حق میں سختی ہوتی۔ چنانچہ تورات کا حکم ہے کہ اگر دو بھائی ایک ساتھ رہیں اور اُن میں سے ایک پر موت وارد ہو جاوے تو چاہیئے کہ اس کی عورت کسی غیر سے شادی نہ کرے۔ بلکہ اُس کے شوہر کا بھائی اُسے اپنے عقدِ نکاح میں لے لے۔

جب تک لڑکی والدین کے گھر رہے اُن کی حکومت کے تلے رہے۔ اس کا تبادلہ والدین کیلئے جائز تھا۔ ساؤل کو داؤد سے مخاصمت تھی۔ لیکن اپنی لڑکی اُس سے بیاہ دی محض اس خیال سے کہ وُہ لڑکی اس کے لیئے ابتلا کا موجب ہو۔ اس سے بخوبی موازنہ ہوسکتا ہے۔ کہ ساؤل کو اپنی لڑکی کی نسبت جو کہ نیکی کی شہرت رکھتی تھی کیا خیال تھا کہ وُہ اُسے ایک نیک انسان کے حوالہ

کرتا ہے اور عندیہ یہ ہے کہ اس کے لیئے ابتلا کا باعث ہو۔ اس کے سوائے اور کیا تاویل ہو سکتی ہے کہ وُہ آدم اور حوّا کے قصّہ کو اُسی رنگ میں سچ سمجھتا تھا۔ جس رنگ میں اسے تورات نے بیان کیا۔ اور اسی سچائی کی بناء پر اس قصّہ کو داؤد اور اپنی لڑکی کے تعلّق میں پُورا ہوتے دیکھنا چاہتا تھا۔

یہ تھا اس زمانہ کے لوگوں کا خیال۔ اور کوئی تعجب کا مقام نہیں کہ اگر آج کل کے یہود عورت کو اسی گناہ کا وارث سمجھتے ہوں جس کی حوّا نے ابتدا کی۔ اور بعد میں بنی اسرائیل کی اور عورتوں نے تصدیق کی۔ عورت کو یہودی قانون نے کبھی آزادی نہ دی کبھی اس سے ناپاکی کے دھبے کو صاف نہ کیا۔ کبھی اُسے تمدّن یا سیاست میں کسی قسم کا حصّہ لینے نہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے خاوند کے بچاؤ کے لیئے کسی پر اگر ہاتھ اٹھاتی تو قطع ید اس کی حد تھی۔ ایک کُتّے کو بھی حق حاصل ہے کہ اپنے مالک کو خطرہ کے وقت بچائے۔ لیکن بیچاری عورت کو اس حق سے بھی محرُوم رکھا۔ بعد کے قوانین نے عورت کو اولاد نرینہ کی عدم موجودگی میں وراثت کے حقوق دیئے۔ لیکن پھر بھی یہ امنہ کی پیاری یتیم کا ہی کام تھا۔ کہ اسے باوجود اولاد نرینہ کی موجودگی کے لڑکیوں کو وراثت کے حقوق سے متمتع کیا +

تعدّد ازدواج رسمًا اور قانونًا مروّج تھا۔ بڑے بڑے انبیاء کی متعدد بیبیاں تھیں۔ ابراہیمؑ کی دو بیبیاں تھیں اور دونوں کی اولاد کے لیئے برکت کا وعدہ تھا۔ چنانچہ ان میں سے موسیٰؑ اور محمدؐ جیسے عظیم الشّان انبیاء پیدا ہوئے۔ مغرب کے یہودی تعدّد کے خلاف رہے لیکن وہ موسائی شریعت کے حکم سے نہیں بلکہ اپنے انبیوں کے احکام کے پابند تھے۔ موسیٰ نے خود ایک سے زائد شادیاں کیں۔ متعہ جیسے مسئلہ کا رواج بھی پایا جاتا تھا۔ طلاق کے متعلق بعد میں دو مختلف فرقے ہو گئے تھے۔ ایک کے نزدیک تو بعض جرائم کبیرہ کے ماتحت طلاق کا جواز مانا جاتا تھا۔ اور دوسرے فرقہ میں تو نہایت ہی معمُولی غلطیوں پر بھی عورت کو گھر سے نکال دینا جائز تھا۔ رکبہ نے تو یہاں تک تجاوز کیا کہ اگر کسی اور حسین عورت پر نظر پڑ جاوے اور طبیعت آجاوے تو خاوند مجاز ہے کہ اپنی عورت کو گھر سے نکال دے اور اپنی دلبستگی کے سامان سے اس کا تدارک کرلے +

شامیوں کے برخلاف ہلیل کے پیروؤں کے نزدیک مرد کو ہر قسم کے اختیارات حاصل تھے اس کی مرضی تھی چاہے عورت کو رکھے چاہے نکال دے۔ لیکن عورت کو اس کے مقابل مرد پر کسی قسم کا حق حاصل نہ تھا۔ نہ وہ طلاق کی استدعا کر سکتی نہ ہی قانون اس کا کسی طرح سے بچاؤ کر سکتا۔ بسا اوقات جب عورت کی ذات میں دلبستگی کا سامان کافی نہ ہوتا تو والدین کی جانب سے شادی کے موقعہ پر دولھا کو خارجی سامان روپیہ پیسہ سے راضی کیا جاتا۔

شادی سے قبل عورت مرد کے تعلّق کو جواز کا حکم دے رکھا تھا۔ اور ایسے حالات میں جو اولاد پیدا ہوتی وہ قانوناً جائز تصوّر ہوتی۔ انہی باتوں کی بناء پر اگر عیسائی مؤرخین نے عورت کی زبوں حالت کو یہودیت کی جانب منسوب کیا ہے۔ لیکی نے اپنی کتاب "اخلاق یورپ" میں عورت کی اس حالت کے لیئے اور وجوہ کے علاوہ یہودی مذہب کو ایک وجہ قرار دیا ہے۔ لڑکی کا شادی کے وقت والدین سے خرید لینا ان کے ہاں جائز تھا۔ تعدّد ازواج قانوناً جائز تھا۔ عورت اُن کے نزدیک گناہ کا سرچشمہ تھی۔ اولاد کی پیدائش کے بعد طہر کی عدّت قایم کی گئی تھی۔ اور اس میں بھی لڑکی کی پیدائش کے موقعہ پر یہ خصوصیت تھی کہ طہر کی عدّت دُگنی رکھی گئی تھی۔

عورت کی ناپاکی میں ایک نے تو یہاں تک غلو کیا ہے کہ اُس کے نزدیک بھلی عورت سے بُرا مرد بہتر ہے۔ عورت کا اخلاقی نمونہ بھی اگر پیش کیا گیا ہے تو وہ بھی نہایت ہی گھٹیل تورات نے ایک عورت کی بڑی تعریف لکھی ہے۔ اور بعد میں اس کی جانب ایک نہایت ہی سفاکانہ غداری کو منسوب کیا ہے۔ اس اسوۂ حسنہ پر عورت کی قدر و احترام اور اخلاق کا خاتمہ ہے کہتے ہیں کہ محبّت شادی کے معاملہ میں قیود قومی سے آزاد ہے۔ لیکن یہودی قوم کوئی اس قسم کی پابہ زنجیر قوم ہے کہ ان کی محبّت بھی ان قیود کو نہیں توڑ سکتی۔ شادی جب کریں گے اپنی قوم میں محبّت بھی ایسی دام ہے کہ جب ہو گی اپنی قوم کی حدود سے باہر نہ ہو گی +

حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب کا ایک اور تازہ خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چھ اشخاص کا مشرف باسلام ہونا

پچھلے خط کو مَیں نے سمجھا تھا کہ اغلباً آخری خط ہوگا جو یہاں سے میں لکھوں گا۔ لیکن اس ہفتہ چند سطور اور لکھتا ہوں۔ اس ہفتہ چند اشخاص کو اللہ تعالےٰ نے اسلام جیسی نعمتِ عظمےٰ عطا کی۔ مجھے اور مسلمانوں کو بہت بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ ان میں ایک تو عمر رسیدہ تجربہ کار خاتون ہیں جن کا نام مسز سمتھ ہے اور دو اُن کی صاحبزادیاں ہیں۔ ان کی سب سے چھوٹی صاحبزادی بائیس سال کی ہے جو اس گھر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ اُن کو اسلام اختیار کیئے سال بھر کا عرصہ ہوتا ہے۔ ان کا نام فاطمہ ہے۔ اور ہماری محبہ مکرمہ ہیں۔ یہ خاندان ووکنگ میں سکونت گزین ہے۔ اٹھارہ۱۸ مہینے سے یہاں آتے رہے ہیں۔ ابھی ایک صاحبزادی دائرہ اسلام میں نہیں آئی۔ اللہ تعالےٰ ان کو انشراحِ صدر عطا فرمائے۔ ان کے اسلام لانے پر ووکنگ کے تین گھر ایسے ہو جائیں گے جن کے سارے کے سارے ممبر پانچ پانچ کی تعداد میں مسلمان ہیں۔ علاوہ اور گھروں کے جن میں کہیں ایک کہیں دو کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت بخشی ہے۔ علاوہ ان تین کے ایک بلجیم کی خاتون جو اٹلی فرانس جرمنی اور دیگر ممالک کی سیر و سیاحت کردہ ہیں۔ اور آجکل بلجیم کی تباہی کی وجہ سے اس ملک میں قیام پذیر ہیں۔ وہ اور اُن کی خورد سالہ لڑکی مسلمان ہوئیں۔ ان کو مختلف مذاہب پر غور کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ لیکن وہ کہتی ہیں کہ اسلام کے متعلق جو کچھ بھی علم حاصل ہوا غلط حاصل ہوا۔ اور اب جو کچھ اسلام کے متعلق چند ہفتوں میں سُنا یا پڑھا وہ عین وہی ہے جو میری فطرت کا تقاضا ہے۔ اور جو نقشہ کسی عمدہ سے عمدہ مذہب کے متعلق میرے تصور میں آتا تھا وہ میں نے اس فطری مذہب میں دیکھا۔ مجھے ان کے اخلاص اور محبت پر رشک آتا ہے

ہر اتوار کرایہ صرف کر کے بمعہ اپنی صاحبزادی کے یہاں تشریف لاتی ہیں۔ چھوٹے صاحب مسز آمینہ سیکسبی کے صاحبزادے ہیں۔ اس خاندان کے چار ممبر ہیں پہلے تین مسلمان ہو چکے تھے اب سارا خاندان مشرف باسلام ہوتا ہے۔ اس خاندان میں بھی سب سے پہلے اُن کی صاحبزادی مُسلمان ہوئی تھیں۔ مسجد ووکنگ میں وُہ ایک مسئلہ پوچھنے آئیں اور مسلمان ہو گئیں اسکے بعد ان کی والدہ ماجدہ جن کی عزت میرے دل میں بہت بڑی ہے مُسلمان ہوئیں پھر اُنھوں نے چھ سات اشخاص کو مُسلمان کیا۔ اور اپنے خاوند کو بھی مُسلمان کیا۔ اب اپنے فرزند کو بھی دائرۂ اسلام میں داخل کیا ہے۔ اور بہت بڑی مسرت اور فرحت اُنکو اس سے حاصل ہوئی ہے۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔ اللھم زد فزد۔ والسّلام

(صدر الدین امام مسجد ووکنگ لندن)

بہ سفر رفتنت مبارک باد
بہ سلامت روی و باز آئی

مورخہ ۲۵۔ ماہ اگست ۱۹۱۶ء بروز جمعہ شام کو بمبئی میل میں حضرت خواجہ **کمال الدین صاحب مسلم مشنری ایڈیٹر اسلامک ریویو ووکنگ** (لندن) تشریف لیگئے ہیں۔ احباب کیخدمت میں مؤدبانہ درخواست ہے۔ کہ اُن کے برّی وبحری ہر دو سفر کے لئے خلوص دل سے دُعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو بخیریت ووکنگ پُہنچائے۔ امین ثم امین (مینیجر خواجہ عبد الغنی)

نوٹ: حضرت خواجہ صاحب ۳ ستمبر ۱۹۱۶ء کو بمبئی سے جہاز پر سوار ہونگے۔ اللہ تعالےٰ جناب کی حفاظت اور نصرت کرے (دُعاء اکبر)

تصحیح۔ جولائی ۱۹۱۶ء کے رسالہ کے صفحہ ۳۳۱ سطر ۱۳ میں "وصلہ رحمی نہ کریں" کی بجائے "صلہ رحمی کریں" درست فرمالیں۔ تاکیداً عرض ہے **مینیجر رسالہ ھذا**

ووکنگ مشن فنڈ بڑھانیکی ایک آسان تجویز

اسلامک ریویو کے گذشتہ سال کے پرچے ہمنے اس لیے نصف قیمت پر کردیے ہیں کہ ان کی قیمت کو ووکنگ مشن کے اخراجات پر لگایا جاوے۔ اسلامک ریویو کے پچھلے دو سال کے پرچے قیمت فی جلد ۴/ اس لیے بھی خریدنے کے قابل ہیں کہ ان پرچوں نے سیاہ ظلمت اور شب دیجور تاریکی میں بجلی کا کام کیا۔ ایسے وقت جب اسلام کے چہرہ پر افترا۔ غلط فہمی اور غلط بیانی کی سیاہ چادر پڑی ہوئی تھی۔ اسلامک ریویو نے اس چادر کو پھاڑ اسلام کے منور چہرے سے یورپین آنکھیں چکا چوند کردی مکمل جلد اسلامک ریویو ۱۹۱۵ء کی قیمت ۴/ جو اصلی قیمت سے نصف ہے۔ اور اردو پرچہ ۱۹۱۵ء کی کمل جلد قیمت ۲/ + ان پرچوں کو خریدنا ہی بہتر ہے اور ثواب بھی ہے

پتہ منیجر دفتر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل۔ نولکھا لاہور

اشتہار واجب الاظہار

بے مثل بے نظیر ہمارا خضاب ہے
گویا جواب آپ ہی اپنا جواب ہے

شائقین کی خدمت میں عرض ہے کہ ہمارا خضاب مدت قدیم سے جس کا دورہ تمام ہندوستان اور برہما وغیرہ ملکوں میں ہے اور ناظرین خوب ہی جانتے ہیں کہ اصل سند ہماری یہی ہے کہ اگر ایسا نہ ہو قیمت واپس۔ زیادہ لکھنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے یہ خضاب تیل کی قسم سے ہے۔ ایک مرتبہ استعمال کرنے سے معلوم ہوگا۔ پانچ منٹ میں بحکم خداوند تعالےٰ بال اصلی صورت کے طور پر ملائم اور چمکدار ہوجاتے ہیں جلد پر داغ نہیں لگتا قیمت علاوہ محصولڈاک فی بکس ۱۲/ اور زیادہ کے خریدار کو فی درجن ۹/ روپیہ۔ خرچہ بذمہ خریدار۔ صرف ایک دفعہ کی آزمائش شرط ہے + نوٹ: ہر شیشی پر ہمارا نام معہ ٹریڈ مارک وغیرہ کے ہوتا ہے

المشتہر: حکیم سید احمد شاہ بخاری بھنڈی بازار۔ پوسٹ نمبر ۹ بمبئی +

مروارید ثلاثہ

(یہ ہر سہ کتب ہر مسلم گھر میں ہونی چاہئیں)

براہین نیرہ - جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن زندہ کامل اور ناطق الہام ہے۔ **قیمت** (۱۰/)

ام الالسنہ - جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عربی زبان ایک زندہ کامل اور ناطق زبان ہے۔ **قیمت** (۱۰/)

اسوہ حسنہ - جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم ایک زندہ اور کامل رسول ہیں۔ **قیمت** (۴/)

ہر سہ کتب خواجہ کمال الدین صاحب اچھوتے طریق پر مکمل دلائل سے اپنے مطالب کو سلیس پیرایہ میں ادا کرتے ہیں۔ ام الالسنہ اپنی نوعیت میں پہلی کتاب ہے۔ جس میں نہایت زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ عربی زبان کل دیگر زبانوں کی ماخذ اور ان سب سے ... کی ... ادبی زبان یعنی الہامی ہے۔ (نوٹ) محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست بنام منیجر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل نولکھا لاہور

گھیگھے کی دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

گھیگا سخت اور بہت بڑا یا بہت دنوں کا ہو جانے سے آرام نہیں ہوتا۔ مگر تھوڑے دن کا ورم رہتے ہی علاج برابر کرنے سے چھوٹ جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے گھیگھے کو آرام کرنے کا دعوے رکھتی ہے۔ دوا ایک ماہ تک کرنا چاہیئے۔ اس میں صرفہ بھی بہت کم ہے۔ دوا ایک کھانے کی اور ایک لگانے کی ملتی ہے۔ جو کہ ہفتہ کے لیئے کافی ہوتی ہے۔ **قیمت** کھانے کی دوا (۱۲ر) لگانے کی دوا چار آنے (۴ر) محصول ڈاک پانچ آنے (۵ر) +

دانت کے درد کی دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

لگاتے ہی درد مٹاتی ہے۔ روتے کو ہنساتی ہے ایک باریک و مضبوط تنکے یا سینگ کے سرے پر روئی لپیٹ کر اُسے اس دوا میں ڈبو کے ٹھیک درد کے مقام پر لگائیے۔ اور اگر دانت کی جڑ میں درد ہو تو ذرا سی روئی ڈبو کے اس میں بھر دیں۔ فوراً درد بند ہوتا ہے **قیمت** چار آنے (۴ر)۔ محصول ڈاک ایک سے آٹھ شیشی تک چھ آنے (۶ر) +

فصلی بخار و تلی کی دوا

آجکل سیکڑوں اشتہار فصلی بخار و طحال کے دوا کا آپ دیکھتے ہونگے۔ اس میں عموماً کونین ہنی ہے اس لیئے یہ دوائیں بخار کو کچھ وقت تک روک دیتی ہیں۔ لیکن آرام نہیں کر سکتیں۔ ایسے بخار کے لیئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار کی دوا چند روز میں ایک دم آرام کرنے کا دعوے رکھتی ہے۔ اور عوام کا فائدہ مدنظر رکھ کر **قیمت** بھی کم رکھی گئی ہے۔ اس میں تین خاص صفتیں ہیں۔ (۱) یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لیئے چار پانچ خوراک کے استعمال سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ (۲) یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے۔ (۳) یہ تلی کو گلا دیتی ہے۔ **قیمت** شیشی کلاں ۸ر شیشی خورد ۶ر +
محصول ڈاک پانچ آنے ۵ر دو شیشی چھ آنے ۶ر +

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

میں کروڑپتی خوبصورت نوجوان ہوں۔

اور ایک نہایت حسین لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ شرط یہ ہے کہ وہ لڑکی پری جمال صابن استعمال کرتی ہو۔ اسی صابن کا میں بھی دلدادہ ہوں۔ (حسن دولت سے بڑھ کر ہے)

پری جمال صابن کیا ہے؟

دہلی کے خاندانی طبیب کی ایجاد ہے۔ چہرہ کو گلنار بنانیوالا۔ تازہ تازہ خوشبوؤں سے تیار کیا جاتا ہے جو حسن کو دوبالا کرتا۔ چہرہ اور بدن کو گورا بنا دیتا ہے اور جلد کی تمام چھائیاں۔ مہاسے داغ دھبے پھوڑے پھنسیاں دور کر دیتا ہے۔ فی بکس تین ٹکیہ معہ صابدانی ایک روپیہ +

روغن پری بہار گیسو دراز

یہ سر میں لگانے کا خوشبودار پری بہار تیل بالوں کو خوش نما بنا دیتا ہے۔ لمبے اور خوبصورت بال عورتوں اور مردوں کے حسن و جمال میں ترقی دیتے ہیں۔ روح کو تازگی اور دل کو فرحت پہنچاتا ہے۔ اسکے استعمال سے بال لمبے و سیاہ اور لچکدار اور چمکدار بن جاتے ہیں۔ فی شیشی ۱۰ تولہ قیمت .... (عـه)

سرمہ مقوی بصر یہ خاص خاندانی نسخہ ہے جس میں جواہرات شامل ہیں۔ آنکھوں کے تمام امراض میں بے مثل ہے بینائی کو قوت دیتا ہے۔ ابتدائی نزول آب میں مفید ہے جالا۔ دھند۔ ظلمت چشم۔ ڈھلکا کو مفید ہے روشنی بڑھاتا ہے قیمت فی شیشی عـه

المشتہر حکیم محمد یعقوب خان مالک دواخانہ نورتن دہلی بازار فراشخانہ

اینٹی ڈرما لیپ

بیس سالہ تجربہ

تمام جلدی بیماریوں کے لیئے بے نظیر اور بے خطر دوائی ہے۔ اس کے بیرونی استعمال سے بھگندر۔ پھوڑا۔ پھنسی۔ داد۔ چنبل۔ سرخ باد۔ کسی تیز دھار والے آلہ کا زخم۔ چھیپاں۔ گرہن۔ ناسور۔ خارش۔ دانتوں سے خون بہنا۔ [illegible] کا لیک جانا۔ دانتوں کا اکھڑ جانا وغیرہ وغیرہ [illegible] کا اور کیسا ہی پرانا زخم کیوں نہ ہو جس سے کل دنیا [illegible] مایوس ہو چکے ہوں۔ علاج ہفتوں یا مہینوں نہیں [illegible] ہمارا دعوے ہے کہ صرف ایک دفعہ لگانے سے [illegible] بفضلہ تعالیٰ درست ہو جاویگا۔ ہمراہ ترکیب استعمال [illegible] قیمت فی بکس ایک روپیہ (عـه) محصول ڈاک علاوہ نمونہ [illegible]
(اس کے متعلق ہمارے پاس متعدد سرٹیفکیٹ ہیں)

المشتہر اینٹی ڈرما اینڈ کو۔ وزیر آباد

خدا کی لعنت اُس پر جو بولے جھوٹ

نمونہ خضاب مفت } صرف ڈاک کے خرچ وغیرہ کے لیئے دو آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں +

یہ ایک قسم کا تیل ہے۔ بالوں پر لگاتے ہی فوراً بال سیاہ اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ رنگت پختہ لگانے والا [illegible] معلوم ہوتا ہے۔ تمام ملکوں میں ہمارے کارخانہ خضاب کی سچائی کی شہرت ہو چکی ہے +
قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ [illegible] ایک ماہ کے لیئے کافی [illegible] بیوپاریوں کے لیئے خاص رعایت کی جاوے گی۔
ہر ملک میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے

سول ایجنٹ
شاہ حسین بالو تالاب سٹ کھاری ممبئی
اور جواب کے لیئے ٹکٹ روانہ کریں۔ فقط

کارڈ لکھنے سے یاد فرمائیں۔ نیاز مند
پتہ: ایس مرتضیٰ اینڈ کو
امام باڑا روڈ۔ نمبر ۹۔ بمبئی +

غریب امیر اور بیمار اچھے اور اچھے تندرست مفلس دولتمند اور لاولد اولاد والے کس طرح ہو سکتے ہیں

تحفۂ درویش

عرف

گوڑی میں لال

یعنی

یہ ایک کتاب بڑے تجربہ اور آزمائشوں کے بعد چھاپی گئی ہے جسکے چند فوائد ذیل میں لکھے جاتے ہیں جو ہر ایک آدمی کو اپنے پاس رکھنی چاہیئے قیمت صرف ۸؍ جو ستمبر ۱۹۱۶ء تک اس قیمت پر ملیگی۔ ورنہ پچھتانا ہوگا کیونکہ بہت تھوڑے نسخے ہیں

چند فوائد

بے روزگاروں کو روزگار۔
غریبوں کو دولتمند۔
بچوں اور بڑوں کو بیماریوں سے نجات۔
بیماروں کو شفا۔ بے گھروں کے گھر آباد
بے اولادوں کو صاحب اولاد۔

بے عقلوں کو عقلمند۔
دلی مرادوں کا بر آنا۔
مسافروں کو امن و امان۔
طالب علموں کی کامیابی۔
ہر شخص مصیبتوں سے نجات پانا

سچ بولنا سکھانا۔ اچھے عمل نیکوکاری غرض یہ کتاب ایک ایسا مجموعہ ہے کہ جس کے مطالعہ سے کوئی بدقسمت ہی بشر ہوگا جو فائدہ نہ اٹھا سکے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے مقصدوں میں کامیاب نہ ہو زیادہ تعریف فضول ہے۔ اسکو ضرور منگوائیے اور شان خدا دیکھیں کہ خدا نے اپنی کلام پاک میں کیا اثر رکھا ہوا ہے اس پر عمل کرنا کیا مفید ہوتا ہے

محمد غیاث الدین بازار انارکلی۔ لاہور

ہمدردوں کی آخری نصیحت! اگر تم دنیا میں ہر ایک قسم کی بیماری سے بچنا چاہتے ہو تو امرت دھارا کو ہمیشہ پاس رکھنا!

جناب کوی ولو ودید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وید ایڈیٹر طبیب الغنا ایجاد کردہ

و ودیاوت مصنف متعدد رسالہ جات طب کی ایجاد کردہ

رجسٹرڈ امرت دھارا رجسٹرڈ

ہمیشہ استعمال کرنے والوں کی متفقہ آواز ہے

مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ ۔ امرت دھارا بھون ۔ امرت دھارا روڈ ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ ۔ لاہور

رہنمائے باغبان

باغ باغیچہ لگانے والوں کو مژدہ

جس میں باغ لگانے درختوں کی پرورش کرنے اور خراب زمین کو عمدہ بنانے قلم پودا پیوند وغیرہ کی مخفی باتیں جن کو مالی لوگ ہرگز نہیں بتلاتے بڑی تلاش سے لکھی ہیں (۱) ہر قسم کی ترکاریوں - ساگ - مصالح وغیرہ کی موسم کاشت - تخم ریزی - پانی دینے اور پودوں کی حفاظت کرنے کے متعلق عمدہ ہدایات - عمدہ اور خوش ذائقہ - نفیس ترکاریاں پیدا کرنے کا حال لکھا ہے (۲) ہر قسم کی پھلواری جس سے آپ کے باغ باغیچے گل گلزار نظر آئیں اور کوٹھی بنگلے - گھر بہشت کا نمونہ بن جائیں اور آپ کے بچوں عورتوں کی تفریح کا عمدہ سامان گھر کے اندر مرتب اور موجود ہو جائے - ہر قسم کے پھول بونے کا موسم پانی دینے کا ڈھنگ - حفاظت کا طریقہ سب درج ہے (۳) میوہ جات کے درخت پیدا کرنے لگانے کا موسم - خوش ذائقہ عمدہ پھلوں کے بکثرت پیدا کرنے کا طریقہ سب کچھ نئی اور پرانی تحقیقات کا نچوڑ اس میں موجود ہے - قیمت بہت کم تاکہ ہر شخص فائدہ اٹھا سکے - مجلد کتاب معہ محصولڈاک صرف گیارہ آنے (۱۱/) ہے

ایڈیٹران اخبارات کیا فرماتے ہیں

(۱) رسالہ زراعت و حرفت بدایوں - ۱۰ جون ۱۹۱۶ء ابتدائی واقفیت کے واسطے یہ کتاب عمدہ ذریعہ ہے مصنف نے دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے - یہ کتاب منیجر قیصر ہند ایجنسی لودیانہ سے ملتی ہے (۲) اخبار لائل گزٹ لاہور ۱۶ - جولائی ۱۹۱۶ء رہنمائے باغبان - فن باغبانی و کاشتکاری کے متعلق اس میں بعض ضروری ہدایات درج ہیں - (۳) اخبار پیسہ کاش لاہور - ۹ - جولائی ۱۹۱۶ء رہنمائے باغبان - درختوں کی پرورش بیل بوٹوں کی حفاظت اور عمدہ تخم کی شناخت وغیرہ بہت سی مفید باتیں اس میں درج ہیں زمینداروں اور باغبانوں کے لیے یہ کتاب مفید ہے - (۴) اخبار سوداگر میرٹھ ۶ یکم جولائی ۱۹۱۶ء رہنمائے باغبان - نہایت سلیس اردو زبان میں معمولاً کام میں آنیوالی ترکاریوں - پھلدار درختوں اور پھولدار پودوں کی کاشت کے اوقات اور طریقوں کی صراحت کی ہے اردو زبان میں مفید اور کارآمد کتابوں کی بہت کمی ہے - لالہ نانوئل صاحب نے اس رسالہ کو شائع کرکے واقعی اچھا کام کیا ہے - (۵) اخبار میونسپل گزٹ لاہور ۱۹ - جون ۱۹۱۶ء رہنمائے باغبان - فن باغبانی کے متعلق ضروری ہدایات بیان کرکے ہر قسم کے درختوں از قسم ترکاری پھل پھول وغیرہ کی پرورش کا طریقہ بتلایا گیا ہے - فن باغبانی کے متعلق واقعی یہ ایک ضروری کتاب ہے - (۶) اخبار عام لاہور ۷ - جون ۱۹۱۶ء رہنمائے باغبان یہ چھوٹی سی کتاب ان صاحبان کیلئے خاص مفید ہے کہ جنکے اپنے باغ باغیچے ہیں اس میں مختلف موسموں کی سبزی ترکاریاں اور پھل وغیرہ بونے کا پورا حال وضاحت کے ساتھ درج ہے -

(۷) رسالہ ملاپ لاہور - ماہ جون ۱۹۱۶ء رہنمائے باغبان - ہر قسم کی ترکاریاں بونا درخت لگانا وغیرہ وغیرہ باتوں کو بہت اچھی طرح سمجھایا ہے کاشتکاروں کے لیئے یہ کتاب مفید ہے -

(۸) اہلووالیہ گزٹ امرتسر - رہنمائے باغبان - اس میں نہایت ضروری اور کارآمد پھلوں کا ذکر ہے جس سے عام لوگ بہت کچھ استفادہ حاصل کر سکتے ہیں -

(۹) اخبار رہبر مرادآباد ۲۴ - مئی ۱۹۱۶ء - رہنمائے باغبان دیسی اور انگریزی ترکاریوں کے بونے کا اور پھلواری تیار کرنے کے متعلق کافی ہدایات ہیں -

(۱۰) رسالہ مارتنڈ لاہور - ۱۵ اپریل ۱۹۱۶ء رہنمائے باغبان دیسی ولایتی کئی قسم کی ترکاریاں اور پھول و پھل پیدا کرنے کے مناسب وقت اور طریقے بتلائے گئے ہیں - خاصکر زمینداروں کے لیئے یہ کتاب مفید ہے -

ملنے کا پتہ - منیجر قیصر ہند ایجنسی نمبر ۱۵ سہارنپور - یو - پی

امرت پرواہ — امرت پرواہ

زندگی کا پایلٹ یا اسیر اعظم یا تریاق مسموم

آبحیات

یہ تمام نام اوصافی ہیں چونکہ بالخواص روح الکل کی موجودگی کے باعث کل شدید بیماریوں میں خلاًء وخارجاً استعمال کرنے سے کل انسانی اور حیوانی اور نباتاتی امراض کو دور کرتا ہے اس لیے مندرجہ بالا ناموں سے مشہور ہے۔

میرا حلفیہ بیان خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ سچ لکھتا ہوں یہ چند نباتاتی اجزا سے تیار کیا جاتا ہے جو بازاروں میں فروخت ہوتے ہیں میرا ہرگز یہ دعوےٰ نہیں کہ یہ بوٹیاں خاص میرے ہی باغ میں پیدا ہوتی ہیں جو دوسروں کو حاصل نہیں البتہ یہ بات ضرور رکھتا ہوں کہ اس میں زہریلی دوائیں کوئی نہیں میری دیرینہ تحقیق کا یہ نتیجہ ہے

یونانی و ڈاکٹری علم و عمل باقاعدہ حاصل کرچکنے کے بعد آجتک قریباً نصف صدی سے لاہور جیسے صدر مقام میں مطب رکھتا ہوں اور آجتک شہرۂ بیرونجات میں ۳ لاکھ مریضوں کا علاج کرچکا ہوں رجسٹر باقاعدہ موجود ہے صرف کوئی کمال ہے تو یہ ہے کہ بقاعدہ علم کیمسٹری اپنے دواسازی اجزا میں کمی بیشی کیمسٹری کے اصول پر کرتا ہوں جس سے ثالث کیفیت یعنی روح الکل پیدا کیا جاتا ہے جو قلیل مقدار کثیر المنفعت ہوتا ہے میں لوگوں میں اسلئے سستا فروخت نہیں کرتا کہ ملک پر احسان کرتا ہوں یا رفاہ عام کا دعوےٰ کرکے جھوٹا ادعا کروں بلکہ ارزاں لاگت پر آب حیات فروخت کرنے میں خاص ذاتی غرض رکھتا ہوں کہ شفاخانہ کا نام اور زیادہ وسیع حلقہ پر لوگوں کو معلوم ہو جاوے اور اس کے ذریعہ فائدہ اٹھانے والے قائل ہوجائیں کہ ... ایسے ہی مفید ہونگے جیسے ایمانداری سے ... بتلا دیا ہے کہ ... اجزا عام بازاروں ... ہیں کوئی اصلی دوا ... اسکی شان ... عام لوگوں ...

ایسی مفید نہیں جیسا یہ مرکب اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ عام لوگ دواسازی و کیمسٹری نہیں جانتے لہذا وہ ثالث کیفیت ان کی دواؤں میں پیدا نہیں ہوتی جو کہ مسیحائی کا کام کرے۔ دیکھئے سب جانتے ہیں کہ گندھک پارہ دونو سے شنگرف بنتا ہے ایک سفید دوسرے زرد مگر ترکیب استاد سے تیسرا رنگ سرخ جو کہ ان دونوں میں سے پیدا ہو علیحدہ شنگرف بنتا ہے جسکے فوائد خاص علیحدہ ہوتے ہیں کیا ہر ایک شخص اسکو بنا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اسی طرح آبحیات کو بنانا کوئی آسان کام نہیں جو ہر ایک بنا سکے۔ کیونکہ اجزا کے کم و بیش کا علم بجز کیمسٹ ہر ایک نہیں جانتا اس لیے ان لوگوں کی دوائیں کم مفید ہوتی ہیں اگر یہ راز دواسازی میں ضروری نہ ہوتا تو ہر پنساری ہر عطار کیمیاگر یا حکیم حاذق بن جاتا کیونکہ انکے پاس دوکانوں میں ہزاروں دوائیں موجود ہوتی ہیں جن سے وہ کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے پھر کیا یہ سوال فضول نہیں کہ فلاں مرکب میں یہ دوائیں ہونگی اسلئے بلا آزمائش غیر مفید کہدینا کہ عقلی ہے یا نہیں۔ بلکہ ہر ایک ذی تعلیم کا فرض ہے کہ آزما کر موجد کے علمی کارنامہ کی داد دے۔

فوائد مصدقہ آب حیات

بخار ہر قسم۔ درد حیض۔ درد کمر۔ درد شکم۔ چھپاکی۔ مسوڑھوں سے خون جانا۔ گرمی دانے۔ قے۔ درد داڑھ۔ منہ میں چھالے۔ خروج مقعد۔ ناسور۔ مرگی۔ نکسیر۔ زکام۔ کھانسی۔ ہچکی۔ ہیضہ۔ طاعون۔ کرم شکم۔ درد سینہ۔ درد پہلو۔ درد دل۔ درد کان۔ درد سر۔ آگ سے جلنا۔ ... [illegible]

ایک سالہ اندھی آنکھ روشن کر دی جواہر نورالعین کا

[illegible]

موتیا بند کی سند

۳ سالہ اندھی آنکھ کی نظر

[illegible]

موتیا بند دور ہو گیا

[illegible]

جواہر نورالعین کی انگوٹھی

[illegible]

جواہر نورالعین موتیا بند پر

[illegible]

جواہر نورالعین کی تعریف

[illegible]

جواہر نورالعین بہت نفع ہوا

[illegible]

[illegible]

زیر طبع

۷۸۶

خوشخبری خطبات غربیہ خوشخبری

قیمت فی خطبہ صرف (۵/) از علاوہ محصول ڈاک

جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے۔ایل ایل۔بی مسلم مشنری۔ایڈیٹر اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ لندن۔یہ وہ معرکۃ الآرا خطبے ہیں جو جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنے قیام یورپ میں ناآشنایان اسلام کو اسلام سے معرف کرانے اور اُن پر حقانیت اسلام متحقق کرنے کیلئے انگلستان اور فرانس اور سکاٹلنڈ کے مختلف مقامات پر سرمن۔لیکچر اور تقریروں کی شکل میں دئیے اسکے پڑھنے سے ہر ایک شخص نہ صرف اسلام کی خوبیوں اور اُسکے اصُولوں سے ہی واقف ہو جاتا ہے۔بلکہ دیگر مذاہب کے مقابل اسے اسلام کی افضلیت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ان خطبوں میں سے چند خطبات ہم نے بعض احباب کی بار بار فرمائش سے اردو میں ترجمہ کرائے ہیں۔جو اس وقت زیر طبع ہیں۔ان خطبات کے مضامین کی لحاظ سے اُنھیں مختلف جلدوں میں حسب ذیل ترتیب دیا ہے:۔

سلسلہ خطبات غربیہ نمبر (۱)

مسجد ووکنگ کے ابتدائی خطبات

یہ وہ چار سرمن ہیں جنکے ذریعہ اسلام سے قطعی ناآشنا اہل انگلستان کو اسلام سے معرف کرایا گیا۔اور اُنھیں چار خطبات سے جو قریبًا یکے بعد دیگرے ہوئے مسجد ووکنگ بعض غیر مسلم سکان ووکنگ کیلئے بھی مستقل معبد بن گئی۔اور اُنھوں نے اپنے گرجاؤں کو چھوڑ کر مسجد میں آنا شرُوع کر دیا۔تفصیل ذیل:۔(۱) "میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی"۔(۲) خدا کی کامل تصویر۔(۳) اسلام ہی بتپسمہ آتشین ہے۔(۴) الہام ایک فیض لوہبتا ہے۔

سلسلہ خطبات غربیہ نمبر (۲)

اس میں ذیل کے چار خطبہ درج ہیں۔

(۱) توحید الٰہی (بمقام وایٹ سٹی شیپرڈ بُش)۔(۲) اللہ تعالیٰ کی تعلیم کردہ دُعا (بمقام ووکنگ) سمیں سورۂ فاتحہ کی ایک لطیف تفسیر ہے۔(۳) دُعا اور استجابت دُعا (بمقام لنڈسی ہال لنڈن)۔(۴) تصوّف (بمقام نوکسٹن)

سلسلہ خطبات غربیہ نمبر (۳)

خطبات عیدین۔

ضروری اطلاع۔احباب درخواست خریداری وارسال زر میں عجلت فرمائیں*

(۱) عمل میں آزادی (بمقام کنگسٹن ہال لنڈن)۔ (۲) قربانی اور اُسکی حقیقت (بمقام مسجد ووکنگ)۔ (۳) سُنت ابراہیم (بمقام مسجد ووکنگ) + نوٹ :- اسمیں تیسرا خطبہ حضرت مولوی صدرالدین صاحب کی زبانِ مبارک سے نکلا ہُوا ہے +

سلسلہ خطبات غربیہ نمبر (۴)

موجودہ جنگ

(۱) موجودہ جنگ اور شارع اسلام (بمقام ووکنگ)۔ (۲) موجودہ جنگ اور عیسائیت (بمقام لنڈن)
(۳) موجودہ جنگ اور تہذیب (بمقام ووکنگ)

یہ تین خطبات جنگ کے چھڑنے کے دوسرے ہفتہ یکے بعد دیگرے دیئے گئے اور پھر اسلامک ریویو کے ذریعہ عام طور پر مغربی دُنیا میں پھیلائے گئے۔ انکے مضامین نے وہاں کے پبلک پریس میں ایک خاص انتشار پیدا کرکے امریکہ اور انگلستان کے بعض اہلِ قلم سے اسلام کی حمایت میں زبردست مضامین لکھوائے +

سلسلہ خطبات غربیہ نمبر (۵)

دہریوں اور ملحدین کو خطاب

(۱) "اسلام اور عیسائیت کے بُنیادی اصول اور انکا مقابلہ" کیمبرج کا وہ مشہور و معروف لیکچر جو ایک ملحدین کی کلب کی فرمائش پر طلبائے کیمبرج یونیورسٹی کو دیا گیا۔ (۲) دہریوں کے لیئے ایک دلچسپ مطالعہ (الف)
(۳) دہریوں کے لیئے ایک دلچسپ مطالعہ (ب) +

دوسرا تیسرا لیکچر مسجد ووکنگ میں اتوار کے خطبات میں بعض خواتین کی فرمائش پر دیا گیا +

سلسلہ خطبات غربیہ نمبر (۶)

اِسلام اور دیگر مذاہب

(۱) خصوصیات اسلام (بمقام پیرس)۔ (۲) اسلام عیسائیت اور دیگر مذاہب (بمقام اڈنبرا)۔ (۳) عیسائیت اور دیگر مذاہب کی موجودگی میں ضرورت (بمقام لنڈن) + پہلا خطبہ وہ معرکۃ الآراء تقریر ہے جو جولائی ۱۹۱۳ء میں بمقام پیرس (فرانس) مذہبی کانفرنس میں دی۔ یہی وہ تقریر ہے جسکو سُنکر فضلائے یورپ کی توجہ اسلام کی طرف ہوئی۔

سلسلہ خطبات غربیہ نمبر (۷)

حقوق نسوان

(۱) عورت نے یہودیت سے چلکر اسلام تک کیا کیا انقلاب دیکھے + یہ وہ معرکہ کا لیکچر ہے جو اعلےٰ طبقہ کی خواتین کی فرمائش پر لائسیم کلب پکیڈلی لنڈن میں ۲۰ مئی ۱۹۱۳ء کو دیا گیا۔ اس لیکچر سے انگلستان میں فرقہ اناث کو اسلام کیطرف